سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

(شیعہ مشن کراری کی تبلیغی خدمت)

یزید اور امام حسین ع

رشحہ قلم

العالم النحریر حضرت مولانا

السید محمد رضی صاحب قبلہ نبیرہ

سرکار نجم العلماء مدظلہم

حسب فرمائش مولانا سید نجم الحسن صاحب رضوی کراروی عالم و ادیب فاضل وغیرہ

(ناظم شیعہ مشن (پرگنہ کراری) ضلع الہ آباد

دیباچہ

اُسے یہ ضد ہے کہ اقرار ے اطاعت کا — مجھے یہ کد ہے کہ ہاتھوں میں اُسکے ہاتھ نہ جائے
وہ کہہ رہا ہے کہ بیعت کرو ہلاک نہ ہو — مرا یہ قول کہ سر جائے جائے بات نہ جائے

(مولانا [illegible])

مسلمانوں پر لازم تھا کہ واقعات کربلا کی یادگاریں قائم کرتے فضائل حسینی کے نشر میں حصّہ لیتے دوسری قومیں اپنے قومی کارناموں کی یاد تازہ رکھنے کے لیے اپنی حیات کی تمام راحتیں وقف کرتی ہیں۔

لیکن افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو اسکے بجائے واقعات کربلا میں تخریب اور فضائل حسینؑ پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں ہیں اور زیادہ تعجب اسپر ہے کہ یزید کے دامن سے الزام قتل کے دھبے مٹانے کی کوشش کیجاتی ہے تاکہ ایک طرف اگر واقعات میں کوئی اہمیت کا پہلو نہ رہے تو دوسری طرف یزید کی بے قصوری کے ساتھ اُلٹے خود امام ہی کا قصور ثابت ہو۔

اسلیے اس کی ضرورت ہے کہ واقعات کربلا کا برابر نشر ہوتا رہے ورنہ یہ ہو تو کیا نہ صرف (حسینی مشن) بلکہ اسلام کے لیے سخت مضر ہونگی۔ اس خیال کی بنا پر میں نے جناب مدظلہ کی خدمت میں اسکے متعلق گزارش کی جناب ممدوح کی اس توجہ کا

ظلم کرنے والے فنا ہو جاتے ہیں لیکن دنیا ہمیشہ اُن پر نفریں کرتی ہے حق پر
جان دینے والے نہیں رہتے لیکن اُن کی مظلومیت اور اُن کے عظیم الشان کارنامے
اُنھیں زندۂ جاوید رکھتے ہیں۔

ہر زندہ مرے گا اور ہر موجود فانی ہے لیکن مبارک ہیں وہ جن کی گردنیں تیغ ظلم
کی گواہی دیں اور قابل تعریف ہیں وہ جن کے خون کے قطرے مظلومیت کی شہادت
دیں بہت سے انسان بستر راحت پر دم توڑ گئے آج اُنھیں جاننے والے شاید
گنتی کے چند لوگ ہوں لیکن کچھ ایسے بھی تھے جو ظالم تلواروں کے گھاٹ اُتر گئے
مگر اُن کے خون کی بوندیں عالم کے در و دیوار پر حقیقت کے نقش بنا گئیں

آج ہر بولنے والی زبان اُن کی ثناء میں لال ہے جن کے پیکر ایک خونی داستان
کا پتہ دے رہے تھے جن کے خون کا ہر قطرہ سچائی کا آئینہ تھا جن کے دل کا
ہر زخم مصیبت کی ایک کہانی تھی۔

نہ ظالم رہے نہ مظلوم باقی ہیں لیکن جب کبھی تصویر مظلوم کی خونی تصویر اور
اُسکی بیکسی کا مرقع آنکھوں کے سامنے لائیگا تو دل میں ہمدردی پیدا ہو گی اور
زبان ظلم کرنیوالوں پر نفریں کریگی۔

سیکڑوں برس گذر گئے [illegible] بتائے کہ آج (سا [illegible] مشتہ) [illegible]

نام کس طرح لیا جاتا ہے اُسکے نام لیوا کتنے ہیں اور (وہ شرب کامسافر جس کے لئے
مسلمانوں نے قتل کے فتوے دیے تھے) اُمام حسینؑ اُن کے نام کی کیا وقعت ہے
ہر قوم یزید پر لعنت کرتی ہے اور حسینؑ کے ماتم میں ہماری شریک ہے مذاہب عالم
کے بڑے بڑے معلموں نے آپکی تعریف کی ہے اور یزید پر نفرین کی کوہستانوں اور
بیابانوں کی وہ جاہل قومیں جن میں کوئی مذہبیت اور کوئی شعور موجود نہیں
لیکن وہ بھی حسینؑ پر روتی ہیں اور سیدہؑ کے لاڈلے کی صف ماتم بچھاتی ہیں۔
اگر امام حسینؑ سلطنت لے لیتے تو آج دنیا میں اُنھیں کون جانتا اور اُن سے
ہمدردی کرنے والے گنتی کے چند لوگ ہوتے نہ اسلام کا یہ عروج ہوتا نہ آج
ہمیں فخر کا موقع ملتا لیکن ہماری جانیں نثار اُس بہادر پر جس نے قتل ہو کر
اسلام کو پھیلا دیا خود نہ رہا لیکن مذہب کی جڑیں مضبوط کر دیں لیکن سچ ہے کہ

یک حسینے نیست تا گردد شہید
ورنہ بسیار اند در دنیا یزید

ہر زمانہ میں یزیدیت کی کاشت ہوتی رہی اور سچائی کا اسی طرح خون ہوتا ر[illegible]
جس طرح کربلا میں ہوا ایک زمانہ وہ تھا جب یزید بن معاویہ نے امام حسین[illegible]
قتل کیا بنی زادیوں کو بازاروں میں تشہیر کرایا آج دنیا اُن کی مصیبتوں پر آ[illegible]
بہاتی ہے اور یزید پر لعنت کرتی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب یزید کی [illegible]

لو دیجاتی ہیں جو اسلاف سے ترکہ میں پائی تھیں کسی نے تو یزید کو پیغمبر لکھا کسی نے حسینؑ کو (معاذ اللہ) باغی بنایا کسی کے نزدیک حسینؑ کی یہ جنگ سیاسی تھی اور آپ مال و دولت چاہتے تھے کوئی کہتا ہے کہ اس جنگ کا کوئی بھی مقصد نہ تھا بلکہ حسینؑ نے مجبوری سے جنگ کی ہم جانتے ہیں کہ یہ سب تاویلیں کس لئے ہیں ان کا مقصود صرف یہ ہے کہ فضائل حسینی پر پردہ ڈال دیا جائے لیکن جس طرح باپ کے فضائل پر ہزار پردے ڈالے گئے مگر وہ آفتاب کی طرح چمکتے رہے سب و شتم کے لئے وظیفے مقرر کئے گئے امرائے وقت کے خزانے حدیثیں ڈھالنے کے لئے وقف ہوئے لیکن اس چراغ کو کون بجھا سکتا ہے جسے خدا نے جلایا ہو" واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

اسی طرح جب لوگوں نے دیکھا کہ حسینؑ کی بیگناہی رنگ لا رہی ہے اور بنی ہاشم کے خون کا جوش امیدوں کے سفینے ڈبو رہا ہے اہلبیت رسول کی طرف سے دلوں میں ہمدردی پیدا ہو چلی ہے تو جگر میں ٹیسیں چڑھنے لگیں اور آنکھیں بند کر کے منھ کھول دیا گیا کسی نے کہدیا کہ حسینؑ کی جنگ ملک گیری کی ہوس میں تھی تاکہ واقعہ میں اہمیت باقی نہ رہے کسی کے نزدیک حسینؑ باغی ثابت ہوئے حالانکہ باغی وہ ہوتا ہے جو کسی کا حق چھیننے کی کوشش کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنا حق مانگے تو اسے بغاوت نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ وہ اسی کا حق ہے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ حسینؑ حکومت کے لئے لڑے تو انکا حق تھا ان کی افضلیت اسکی مقتضی تھی کہ انھیں امارت دیجاتی حالانکہ یہ بھی سر

... حکومت کی خواہش سینہ میں ... تھی

پوری جنگ کا مقصد صرف اسلام کی حفاظت تھی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اسلام
یزیدی شراب میں گھل نہ جائے رہا یہ کہ حکومت حسینؑ کا حق تھا یا یزید کا یہ تو وہ جانتے
ہیں جنھیں صلحنامہ امام حسنؑ کے سلسلہ میں حضرت معاویہ کا وہ عہد و پیمان یاد ہوگا کہ
میرے بعد حکومت حسینؑ کو ملے گی لیکن یہ اقرار یاد کیے رہنا اسے یاد رکھنے والے
تو وہ تھے جن کے سینے آئینہ کی طرح صاف اور رسولؐ اسلام کی تعلیموں سے
روشن تھے لیکن جن کا مقصد حیات کچھ اور ہی رہا ہو اُن کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

زیادہ حیرت اُن پر ہے جنھیں عداوت اہلبیت کے نشہ نے اتنا چر لیا تھا کہ
الغرض یزید کو پیغمبر کہتے ہوئے بھی شرم نہ آئی اور اُن کے نزدیک اُسکی نبوت مسلم
ہو گئی اس لیے کہ اُس نے رسولؐ اسلام کے فرزند کو قتل کرکے اسلام کی بہت بڑی
خدمت انجام دی تھی۔

یزید کو پیغمبری ملگئی لیکن حضرت معاویہ جو اسکے بھی باپ تھے اس عہدہ سے محروم
رہے شاید اسکی وجہ یہ ہوگی کہ انھوں نے امام حسنؑ سے صلح کر لی تھی اگر وہ بھی یہی
برتاؤ کرتے جو کربلا کے ریگستان میں حسینؑ کے ساتھ ہوا تو غالباً عہدۂ پیغمبری کے لئے
اُن کا بھی انتخاب ضرور عمل میں آتا۔

ہمیں حقیقتاً اسکی تو شکایت نہیں ہے کہ یزید پیغمبر کیوں ہو گیا اور اگر کسی کو
اسکی شکایت ہو تو بیجا ہوگی اس لئے کہ یہ تو اپنے گھر کی چیز تھی اس پر کسی کو

ڈھلا کرتی ہوں تو اگر بیچارے یزید کو بھی ذراسی پیغمبری مل گئی تو کون سی نئی بات تھی لیکن صرف شکایت اتنی ہے کہ یہ انتخاب پیغمبری کس جذبہ کے ماتحت عمل میں آیا خیر باپ اور بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہوتا اگر وہ پیغمبر نہ ہو سکے تو یہی سہی اگر انھوں نے امام حسنؑ کو قتل نہ کیا تو لائق فرزند نے ویسی ہی خدمت انجام دیدی

"اگر پدر نتواند پسر تمام کند"

ان تمام خیالات کی بنا پر جن کی عام دماغوں میں پرورش کیجارہی ہے اسکی ضرورت تھی کہ ایک تاریخی مضمون شائع کیا جائے جس میں اسے پوری طرح واضح کر دیا جائے کہ ان لوچ و لچر خیالات میں کتنا وزن ہے اور انھیں کس آئینہ میں دیکھنا چاہیے۔ کربلا کی جنگ کا اصلی سبب کیا تھا نسلاً اور ان کے دوسرے فرقوں نے یزید کو کیا سمجھا ہے اور واقعہ کیسا تھا عہد یزیدی سے لیکر اب تک اسکے مشنریوں نے یزیدیت کے نشر میں کہاں تک حصہ لیا ہے

"حسب ذیل تحریر مذکورہ بالا خیالات کا نتیجہ ہے"

حقیقتاً یہ خیال کر لینا کہ امام حسینؑ علیہ السلام کی یہ جنگ فوری اسباب کا نتیجہ تھی ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے دنیا کے تمام عظیم الشان واقعے برسوں کی کاوشوں اور سالوں کی کوششوں یا قدرتی اسباب کا نتیجہ ہوئے، غور کرنے کی بات ہے کہ کربلا کی یہ جنگ اپنی اس عظمت کے باوجود جو اسکے لئے مخصوص ہو گئی کیسے چند دنوں کے اسباب کا نتیجہ ہو سکتی ہے بلکہ اگر تاریخ کی صفحہ گردانی کیجائے تو اسکے اسباب اُس زمانہ سے وابستہ ملیں گے جس میں امیہ بن عبد الشمس نے ہوش سنبھالا اور اُس وقت سے دلوں کی امنگیں سلطنت و حکومت کی خواہشیں اولاد ہاشم کے

خلاف برسرپیکار ہوگئیں اور جسقدر زمانہ کے قدم بڑھتے رہے آتش حسد کے شرارے بڑھتے گئے اور جب رسالتمآبؐ کا انتقال ہوگیا تو اس میں پورا زور بندھ گیا لیکن امیرالمومنینؑ کی خاموش پالیسی کسی حد تک اس تحریک کے آگے بڑھنے میں حائل رہی ایک طرف ابوسفیان کے دعوے کہ ہم ہمدردی کرینگے اور قدم قدم پر ساتھ دینگے اور دوسری طرف امیرالمومنین علیؑ بن ابیطالب کی پرمغز پالیسی کی اسیطرح کی امداد و اعانت کے وعدے تھے جن کی وجہ سے منافقیت و الحاد کے پردوں نے اسلام حقیقی کے چہرہ کو چھپادیا اور آج وہ حقیقی تعلیم آبائی طرز معاشرت اور نفسانیت کے زبردست شعلوں نے آنکھوں کے سامنے سے ہٹادی جس کے لیے مجاہد اسلام (رسولؐ) نے اپنی زندگی کی بہترین راحتوں کو قربان کردیا تھا۔

امیرالمومنینؑ کی خاموشی میں اگرچہ بادی النظر کوئی اہمیت نہ دے لیکن اگر غور کیا جائے تو اسکی وجہ سے اسلام کی بنیاد قائم رہ گئی ورنہ آج کب کا اسلام تہ تیغ ہوچکا ہوتا اسلئے کہ رسالتمآبؐ کے انتقال کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا مسلمانوں کے دلوں میں عام حیثیت سے تعلیمات اسلامی جو وقار تھا وہ بالکل ظاہر ہے اکثر مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی اخلاق اور محمدی تعلیمات اس طرح قدم نہیں جماچکے تھے جو آسانی سے محو نہ ہوسکتے اس بنا پر اگر رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی امیرالمومنین علی بن ابیطالب فورا جنگ و قتال کے سلسلے چھیڑدیتے تو ایک طرف اگر مسلمانوں کا خون ہوتا اور وہ عظیم الشان مسلمانوں کی تعداد جو چند سال کی کوششوں میں اکٹھا ہوئی تھی تار عنکبوت کی طرح فنا ہوجاتی تو دوسری طرف اسلامی تعلیمات کا وہ وقار جو دنیا پر قائم ہوچکا تھا برباد ہوکر اسکے بجائے کہ وہ اسکی

تعلیموں پر عمل پیرا ہوں انھیں مضحکہ اُڑانے کا موقع مل جاتا اس لئے جو لوگ اس پر اعتراض کرینگے کہ اپنی شجاعت و بہادری علیؑ ابن ابیطالب گھر کے اندر کیوں لیکر بیٹھ گئے اور بجائے جنگ کے خاموشی کیوں اختیار کی انھیں پہلے سیاست کے معنی سمجھنا چاہیے اسکے بعد خدا سے دعا کریں کہ وہ انھیں عقل دے جب اسکے اسباب کو شاید سمجھ سکیں۔

درحقیقت اسلام کے لئے ایک معکوسی تنگی پیدا ہو گئی تھی جو رسولؐ کے انتقال کے بعد زمانہ کے ہر قدم کیساتھ بڑھتی رہی اور وہ خیالات کے طوفان جو عہد پیغمبر میں دل کے پردوں میں پوشیدہ تھے اُبھرنے لگے جن کی پہلی منزل سیدہؑ کے گھر کا دروازہ تھا امیر المومنین کے گلے میں رسی بندھنا پہلوئے فاطمہؑ پر دروازہ گرایا جانا آپ کے گھر کا احراق اور اس دور کے بعد امام حسنؑ کا زہر سے شہید ہونا یہ تمام باتیں اسی تحریک معکوسی کے نتائج تھے۔

جنگ صفین کے بعد ان کاوشوں نے اور زیادہ رنگ پیدا کیا تھا اور اجتماع اسباب کے آخری زمانہ میں بدر و خندق و اسل کے معرکوں کا عوض لینے کیلئے تمام و ہنود کے مسلمانوں کی طبیعتیں آمادہ ہو گئیں۔ (یزید اور اس کے تابعین) اگر معمولی واقعات کو بھی ذرا غور سے دیکھا جائے تو وہ بھی فوری اسباب کا نتیجہ نہیں ہوتے اور اگر کہیں ہوتے بھی ہیں تو مقتول کی اشتعال انگیز حرکتوں سے ہوتے ہیں لیکن عام طور سے وہ اشتعال انگیزیاں جن کے فوری اسباب جمع ہو کر نتیجہ خیز ہو جاتے ہیں وہ قومی اور اجتماعی نہیں ہوتیں جن میں افراد قومی علی الاعلان شریک ہوں "روزمرہ کے واقعات اسکی گواہی دینگے" تاریخ عالم کے صفحے ہزاروں

لڑائیوں کے نقشے پیش کرتے ہیں لیکن کہیں ایسی کوئی لڑائی جسمیں دو مخالف قوموں کے اکثر و بیشتر افراد شریک و سہیم ہوں کسی فوری سبب کا نتیجہ نہیں برسوں کی خصومتیں اور مہینوں کی کاوشیں اُس کے مقدمات ہوتے ہیں فلسفہ زندگی کا یہ معکوسی شعبہ اسقدر اہم ہے کہ درصل اسی کی اعتدالی اسپرٹ حیات انسانی کیلئے بہترین نعمت ہوگی۔ اور اگر اسمیں تھوڑی سی بھی بے اعتدالی پیدا ہو جاتی ہے تو زندگیوں کے نظام متزلزل ہو جاتے ہیں اس بے اعتدالی کے اسباب کا اجتماع کبھی تو فوری ہو جاتا ہے لیکن اُسکا وجود افراد کی مجموعی شرکت میں نہیں ہوتا اور کبھی آہستہ آہستہ مقدمات جمع ہوتے ہیں اور آخر میں اس بے اعتدالی کا وہ آخری منظر سامنے آتا ہے جس کا نام جنگ ہے اور اُسوقت دو قومیں آپس میں دست و گریباں ہونے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

کیا یہ کوئی چھپی ہوئی بات ہے کہ رسالتمآبؐ نے عرب کے کافروں کو مذہب حقیقی کی تعلیم دی آپکی وجاہت مسلمانوں کے دلوں میں اگر زیادہ نہ سہی تو کم از کم ضرور تھی احترام پیغمبری گو دلوں سے محو ہو چلا تھا لیکن پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمان رسول اللہ صلعم کو بالکل بھول گئے تھے اور آپکی عظمت اُن کے قلوب میں ذرہ برابر نہ تھی تاریخی دور کے مختلف انقلابوں پر غور سے نظر دوڑانے کے بعد ہر شخص اس نتیجہ تک پہونچ سکتا ہے کہ کربلا کی یہ جنگ کسی بہت بڑے تعصب یا کسی ایسے سبب کا نتیجہ تھی جو رسولؐ و اولاد رسولؐ کی اس عظمت کے باوجود جو اُنھیں مسلمانوں میں حاصل تھی لیکن یہ وجاہت و وقار اُسکے زور کو نہ روک سکا جبتک تلواروں کی دھاریں کند رہیں اُس وقت تک خاموش رہے مگر جب موقع ملگیا

تو رسُول ہی کی اولاد کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا اور مظالم کے وہ ہوشربا واقعات ظہور پذیر ہوئے جن پر آجتک دنیائے انسانیت آنسو بہا رہی ہے۔

ظالم کا ظلم اُبھر کے رہتا ہے اور مظلوم کے خون کے قطرے شفق بنکے سامنے آجاتے ہیں خاندان حضرت معاویہ کے چشم و چراغ یزید نے ابن فاطمہؑ کو قتل کرکے وہ نتیجے دکھا دیے جو سلسلۂ اسباب کی ہر کڑی سے ظاہر ہو رہے تھے لیکن اسکا علم نہو سکا کہ ظالم کا ظلم وقتی اور اُسکا اثر فانی ہوتا ہے لیکن مظلوم کی آہیں ہمیشہ کیلیے اُسکے خرمن میں آگ لگا دیتی ہیں۔

امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب ایک دن میں تلواروں کی نذر ہو گئے لیکن ظلم کے شاخسانے ابتک باقی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے اور آج دنیا کی مختلف الخیال قومیں اختلافات کے خلیج کے باوجود امام حسینؑ کی مظلومیت کو انسانیت کی بہترین خدمت سمجھکر اوس سے عبرت حاصل کرتی ہیں۔ (لیکن افسوس)

میزبانان عرب ظلم بہ مہماں کردند ہیچ کافر نکند انچہ مسلماں کردند

دنیا کے ہر گوشہ میں امام حسینؑ پر ماتم ہوتا ہے جاہل سے جاہل اقوام بھی آپ کی صف ماتم بچھاتی ہیں لیکن افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو اب بھی یزید کی تعریف و توصیف سے باز نہیں آتے اور اُسکے اس فعل کو سراہ رہے ہیں۔

مورخوں میں ہمیں کوئی ایسا نہ ملیگا جس نے یزیدؔ کے فضائل اُبھارنے کی کوشش کے ساتھ حسینؑ مظلوم کی مصیبت اور مظالم امویہ کو ہلکا دکھانے کی سعی کی ہو سوائے ابن خلدون کے اسکے شواہد اُسکی تحریریں کافی طور سے پائے جاتے ہیں۔
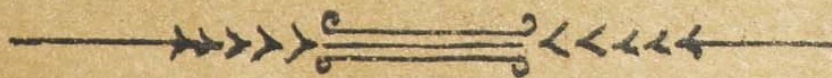
کسی نے امام حسینؑ کی اس جنگ کو سیاسی ہونے کا خطاب دیا ہے کسی کے نزدیک فرزند رسولؐ بادشاہ وقت یزید کے باغی تھے (العیاذ باللہ) کسی کو اسمیں کوئی خاص مصلحت نظر نہیں آئی بلکہ یہ مجبوری کی جنگ تھی اور بعض لوگوں نے تو یہ کہکر غضب کر دیا کہ یزید پیغمبر تھا اور حسین ابن علیؑ باغی ہونے کی حیثیت سے واجب القتل تھے۔

کسی کے خیال میں امام حسینؑ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے اور جب مسلمانوں کے دار السلطنت بغداد کی تاریخ دیکھی جاتی ہے کہ مفتیان دین کے فتوے کربلا کی مظلومیت میں اور اضافہ کر دیتے ہیں حضرت ابو حنیفہ کے مرنے کے بعد بارہ برس بغداد میں صف ماتم بچھائی جائے لیکن اگر رسالتمآبؐ کی اولاد پر کسی کی آنکھ سے آنسو نکل آئے تو مفتیان شریعت کے فتوے ظالم کے خنجر کی طرح گلے پر آجائیں واعظ اگر حسینی مصیبتوں کی یاد دلادے تو "یحرم علی الواعظ ذکر مقتل الحسینؑ" کی متفقہ آواز سے بغداد کی فضا گونج اٹھی۔

ملک سیام کے بودھ مذہب رکھنے والے سیدہؑ کے لاڈلے پر خون کے آنسو روئیں اور وہاں کی ریاست عزائے سید الشہداء کی امداد مقرر کر دے لیکن حسینؑ کے گھر کی وجہ سے مسلمان ہونیوالے آپ کا ذکر کرنے والوں کو سزائے موت کا مستحق سمجھیں اور کوفہ و شام کے درندوں نے جو کچھ تلوار سے کر ڈالا تھا اُن کے حقیقی جانشین زبان و قلم اور اپنے طرز عمل سے اُسکا پورا ثبوت دیں۔

ریاست گوالیار کا ہندو رئیس عزاداری حسینؑ میں زر خطیر صرف کرے اور کربلا کے واقعات پر اظہار رنج والم کو خدا کی خوشی کا ذریعہ اور انسانیت کی

بہت بڑی خدمت سمجھے لیکن اُن انسانوں کو شرم نہیں آتی جو یہ کہتے ہیں کہ حسینؑ کے غم میں ماتم کرنے والے جہنم کی آگ میں ڈالے جائینگے۔

حضرت خلیفہ دوم کے مرنے کے بعد اُن کے رونے والوں پر کسی نے حرمت کے فتوے دیئے نہ اُنکا یہ فعل بُرا سمجھا گیا لیکن نواسہ رسولؐ کا غم حرام ہو گیا دراصل یہ خیالات کسی غور و فکر کا نتیجہ نہیں ہیں نہ ان کی حقیقت واقعات کی گہرائی کو دیکھکر قائم کی گئی بلکہ یہی خیالی طغیانی کا نتیجہ ہیں امام حسینؑ جس کی نذر ہو گئے۔

ورنہ وہ آنکھیں دیکھنے کے قابل تھیں جو حسینؑ کو رسول اللہ کے کاندھے پر سوار دیکھ چکی تھیں اور وہ عقلیں درست تھیں جو خاندان رسولؐ کی جلالت سمجھ چکی تھیں۔

اور جب یزید کی مدح سرائی کیلئے کوئی تاویل کافی نہ ہو سکی تو حسینؑ کو باغی کا لقب دیا گیا اور آپکی جنگ کو سیاسی جنگ کا خطاب ملا لیکن اگر ذرا انصاف کیا جائے تو امامؑ کی پوری نقل و حرکت اسکی مستقل دلیل ہے اس لیئے کہ نقشہ عرب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ سے مکہ چھبیس دن کی راہ پر بجانب جنوب واقع ہے اور کوفہ مدینہ سے شمال کی طرف ہے اس بنا پر امام حسینؑ کا مکہ کی طرف جانا اور مسافت کو اتنا طولانی کر دینا طمع خلافت کو دیکھتے ہوئے بالکل بے فائدہ معلوم ہوتا ہے بلکہ اس سے پوری طرح مترشح ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کی اس نقل و حرکت کی اصل غرض حفاظت دامن گیری تھی تاکہ ان مقامات میں سے کہیں نہ کہیں پناہ مل جائے اور ظالم اپنے ظلم سے باز رہیں۔

اگر آپکو خلافت کی لالچ ہوتی تو براہ راست مدینہ سے کوفہ کا سفر اختیار کرتے

اور اگر مکہ کے جانے کو بھی اسی خیال کی بنیاد فرض کر لیا جائے تو یہ بھی اسوقت صحیح ہو سکتا ہے جب امام کی زبان سے ایسا ایک حرف بھی تاریخ پیش کر دیتی جس سے یہ پتہ چل سکتا کہ نواسہ رسول وہاں فریادی گیا تھا

اسکے علاوہ راستہ میں (حر کی ملاقات اور امام حسینؑ کا راستہ کو بدل دینا) اس کا پورا ثبوت ہے کہ اس جنگ میں ملک گیری کا ذرہ برابر شائبہ نہ تھا۔

سب سے زیادہ ہمیں اس جرات پر حیرت ہے کہ ایسا درندہ جاہل بے درد خبیث النفس زانی شراب خوار کس تصور میں پیغمبری کے لائق ہو سکتا ہے لیکن سچ ہے کہ اس فانی انسان سے حسد و بغض کے شعلے جو نہ کرا دیں وہ کم ہے۔

یزید بن معاویہ

اس کے بعد ہم اب یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ علماء سواد اعظم نے یزید کو کیسا لکھا ہے اور اس کے کیریکٹر پر کن الفاظ میں روشنی ڈالی ہے پھر اسکے بعد خود بخود اُن عقل و ہوش کے دشمن اور ننگ انسانیت خیالات پر روشنی پڑ جائے گی جن کا اجمالاً ذکر کیا جا چکا۔

اُن الفاظ کو ہم آئندہ بیان کرینگے جو امام حسینؑ کی زبان اقدس پر جاری ہو کر مسلمانوں کو بتا گئے کہ یزید کی کیا حیثیت تھی سب سے پہلے اُن خیالات کو پیش کیا جاتا ہے مقاصد تحریر کا جن سے زیادہ تعلق ہے۔

خود یزید کے بیٹے معاویہ کا خط جو صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص ۱۳۴ اور حیاۃ الحیوان مطبوعہ مصر جلد اول ص۵۵ میں ہے۔

معاویہ بن یزید لعنہ کی تقریر

(۱) ان معاویۃ ابن یزید ابن معاویہ لما ولی صعد المنبر فقال ان ھذہ الخلافۃ جعلھا اللہ تعالی وان جدی معاویہ نازع الامر من اھلہ ھو احق بھا منہ علی بن ابیطالب و رکب بکم ما تعلمون حتی اتتہ منیتہ فصار فی قبرہ رھینا بذنوبہ ثم قلد ابی الامر و کان غیر اھل لہ و نازع ابن بنت رسول اللہ فقصف عمرہ و انبتر عقبہ و صار فی قبرہ رھینا بذنوبہ ثم بکی وقال ان من اعظم الامور علینا علمنا سوء مصرعہ و بئس منقلبہ وقتل عترۃ رسول اللہ و اباح الخمر وخرب الکعبہ ولم اذق حلاوۃ الخلافۃ فلا اتقلد مرارتھا فشانکم امرکم اللہ واللہ لئن کانت الدنیا خیرا فقد نلنا

اُس عبارت کا ترجمہ صاحب براہین قاطعہ نے اس طرح کیا ہے"۔

چوں معاویہ بن یزید بن معاویہ والی امر خلافت شد بر منبر آمد و گفت کہ امر خلافت عہدیست از جانب خدا و رسالتماب و رسول او باختیار احدے نیست مگر خدا تعالیٰ ہر کہ را لائق امر خلافت کردہ است پس او خلیفہ میشود نہ ایں کہ اختیار مرداں باشد و ہر کس کہ میخواہند خلیفہ نمایند و امر امام درین خوانند امامت و نبوت بید قدرت اوست ہر کرا خواہد قابلیت ایں امر بروست۔ چنانکہ ابلیہ حضرت داؤد میخواست کہ بعد از تو داؤد فرزندم پیغمبر شود خدا تعالیٰ فرمود کہ اے داؤد نبوت و امامت اختیار من است نہ بر تو نہ بر ابلیہ تو فردا دو مرد نزد تو خواہند رسید و دعوی بر یکدیگر خواہند نمود۔

منہا خطا ولئن کانت مثراً فکفی ذریۃ ابی سفیان ما اصابوا منہا
آں مقدمہ بر پسران خودداری ہر یکے ازاں حکم کند نیست حکم حضرت سلیمان نمود۔

وبدرستیکہ جد من معاویہ نزاع کرد دریں امر با کسیکہ از خدا و رسول خدا خلیفہ دین و دنیا احق و اولے بودہ از وے علیؓ ابن ابیطالب و مرتکب امر چند شد کہ شما اورا میدانید وقتیکہ وفات یافت در قبر رہین ذنوب گشت باز پدر من مقلد این امر گشت لیاقت برائے او ندا شت و با پسر دختر رسول صلعم منازعہ نمود پس شکست عمر خود را و قطع نمود او را و امروز در قبر او با ل و نکال گناہان خود گرفتار است بعد ازاں گریہ بسیار کرد و گفت اعظم امور بعلم ما آنست کہ بد است مصرع او و بد است منقلب او بدرستیکہ قتل کرد عترت رسول صلعم را و اباحت خمر نمود و کعبہ را خراب کرد الخ

اہل البیت ادری ما فی البیت (گھر والے گھر کے حالات سے زیادہ واقف ہوتے ہیں)

معاویہ بن یزید بن معاویہ کی یہ مشہور تقریر حضرت معاویہ اور یزید کی نیتوں کا پورا پورا توں بتا رہی ہے آج حاشیہ نشینان بزم یزیدی اسکی مدح و ثنا میں زمین کے قلابے آسمان سے ملا دیں لیکن حق وہ ہے جو ظاہر ہو کے رہتا ہے یزید کا بیٹا اپنے باپ کا کن الفاظ میں ذکر کر رہا ہے کیا دنیا میں کوئی سمجھدار فرزند اپنے باپ دادا کی علی الاعلان مذمت کر سکتا ہے جبتک کوئی ایسی ہی بات نہو جس سے بیٹا اسپر مجبور ہو جائے کہ باپ دادا کی مذمت کرے اگر کوئی غیر کہتا تو کل دنیائے سواد اعظم اسکی زبان بندی کرنے کے لئے اٹھ جاتی لیکن اسکا کیا علاج ہے کہ خود وہ بیٹا یزید و حضرت معاویہ کے خون سے جسکی پرورش ہوئی علی الاعلان منبر پر آباؤ اجداد کے فسق و فجور اور چھپے ہوئے بھیدوں کی کہانی کہہ رہا ہے ان دونوں میں کون حق پر تھا اسکا فیصلہ ہمارے ذمہ نہیں ہے اس تقریر کے الفاظ سے اسکا بھی پوری طرح پتہ چل گیا کہ معاویہ بن یزید کے

نزدیک خلافت حضرت علیؑ کا حق تھا نہ حضرت معاویہ کا اور اسی طرح یزید نے امام حسینؑ کا حق چھین کر ذریت رسول اللہ کو قتل بھی کیا جس کے سبب سے یہ دونوں بقول معاویہ بن یزید کے اپنے گناہوں کے پہاڑوں کے نیچے قبر کے اندر دبے ہوئے ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ خلافت کو بچوں کا کھیل نہیں سمجھتا تھا بلکہ اُس کے نزدیک یہ ایک آسمانی چیز تھی جو بغیر حکم خدا کے کسی شخص کیلئے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُسکے نزدیک شورائے مسلمین یا وصیتیں کسی کو خلیفۃ اللہ نہیں بنا سکتیں نہ کسی کی انبوہ تیاحتیہ مشین پیغمبری کے پُرزے ڈھال سکتی ہے بلکہ پیغمبر یا خلیفہ و امام وہی بنا سکتا ہے جس نے عالم کی ہر شئے بنائی ہو۔ (خدا معاویہ بن یزید پر رحم کرے)

یزید کا حکم قرآنی کو ٹھکرانا

(۲) یزید نے اپنی ولیعہدی کے زمانہ میں ام المومنین عائشہ سے نکاح کا پیغام بھیجا اور آیۂ قرآنی "ازواجہ امہاتکم" کی پرواہ نہ کی (ترجمہ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۶) تعجب ہے کہ یہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے لیکن کیا کریں کہ کتاب بھی مستند ہے۔

امام حسینؑ کے سامنے شراب پیش کرنے کی جسارت کرنا

(۳) حالت ولیعہدی میں حج کو جاتے ہوئے مدینہ میں مجلس شراب آراستہ کرنا اور ایک پیالہ پی کر امام حسینؑ کے آگے پیش کرنا جس پر آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیری شراب تجھ ہی کو مبارک رہے (کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۰ مطبوعہ مصر)

یزید کی عیاشی

(۴) وکان یزید صاحب طرب و جوارح وکلاب وقرود وفهود ومنادمة علی الشراب وغلب علی اصحاب یزید وعمالہ ماکان یفعلہ من الفسوق و فی ایامہ ظہر الغنا بمکة والمدینة واستعملت الملاھی واظہر الناس شرب الشراب۔

(مروج الذہب مسعودی جلد ۶ صفحہ ۱۴۷)

یزید بڑا عیاش تھا اور شکاری جانوروں، کتوں بندروں، چیتوں میں مصروف رہتا تھا۔ شراب کی مجلسیں آراستہ کرتا تھا اور جو فسق و فجور کی حرکتیں وہ خود کرتا تھا وہی اُس کے اصحاب اور عاملوں میں بھی پھیل گئیں اُسکے عہد حکومت میں مکہ و مدینہ میں "غنا" رائج ہوئی اور آلات لہو و لعب استعمال کیے جانے لگے اور ظاہر بظاہر لوگ شراب نوشی کرنے لگے۔

یزید فرعون سے بدتر تھا

(۵) ولما شمل الناس جور یزید وعمالہ و عمھم ظلمھم وما ظہر من فسقہ من قتلہ ابن بنت رسول اللہ وانصارہ وما اظہر من شرب الخمر وسیرہ سیرة فرعون بل کان فرعون اعدل منہ فی رعیتہ وانصف منہ لخاصتہ وعامتہ اخرج اہل المدینة عاملہ علیھم وھو عثمان وسائر بنی امیة (مروج الذہب مسعودی جلد ۶ صفحہ ۱۴۸)

جب یزید اور اُسکے حکام کا ظلم و جور عام ہوگیا اور رسول اللہ کے نواسے کے قتل سے اسکا فسق پوری طرح ظاہر ہو چکا اور نیز شراب پینے سے اسکی اسلام نوازی کھل گئی اور یہ معلوم ہوگیا کہ اسکی سیرت فرعون کی سی سیرت ہے بلکہ وہ بھی اس سے زیادہ عدالت پسند تھا اپنی کل رعیت اور تمام خاص و عام میں وہ اس سے زائد انصاف کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا تو اہل مدینہ نے (عثمان) کو جو اسکی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور تمام بنی اُمیہ کو شہر سے نکال دیا

یزید کا حرمت مدینہ برباد کرنا

(۶) فسير اليهم بالجيوش من اهل الشام عليهم مسلم بن عقبة المری الذی اخاف المدينة ونهبها وقتل اهلها وبايع اهلها على انهم عبيد ليزيد سماها منتنة وقد سماه رسول الله طيبة وقال من اخاف اهل المدينة اخافه الله (مروج الذہب مسعودی جلد ۶ صفحہ ۱۴۹)۔

اسپر یزید نے اہل مدینہ کی سرکوبی کیلئے شامیوں کا لشکر بسر کردگی مسلم بن عقبہ روانہ کیا مسلم نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا اور اُنسے یزید کے لئے غلامی کی بیعت لی رسول اللہ نے مدینہ کا نام (طیبہ) رکھا تھا اوس نے منتنہ نام رکھا اس سے دس قسم کے مظالم کو شہر طیب مدینہ پر جائز رکھا حالانکہ رسالتمآب فرماگئے تھے کہ جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا خدا اُس کو خوف زدہ کرے گا۔

یزید نے کعبہ ڈھایا اور اسمیں آگ لگائی

(۷) وليزيد وغيره اخبار عجيبة ومثالب كثيرة من شرب الخمر وقتل ابن الرسول ولعن الوصی وهدم البيت واحراقه وسفك الدماء والفسق والفجور وغير ذلك مما قد ورد فيه الوعيد باليأس من غفرانه كورود في من جحد توحيده وخالف رسله

یزید اور اُسکے اعوان و انصار کے عجیب عجیب حالات ہیں انکے مثالب، عیوب، گناہ بیشمار ہیں جیسے شراب پینا فرزند رسولؐ کو قتل کرنا، وصی رسولؐ پر لعنت کرنا کعبہ کا منہدم کرنا، جلانا، اور مسلمانوں کا خون بہانا فسق و فجور کرنا ان امور کے علاوہ اسکے اور بہت سے گناہ ہیں جو قابل بخشش نہیں ہیں۔ اور جسطرح منکر توحید و منکر رسالت رسل و نبوت انبیا کو نجات سے مایوس ہونا چاہیے

(مروج الذہب جلد ۶ صـ۱۵۲ــ) اسی طرح یزید بن معاویہ کو بھی۔

دنیائے سنیت اپنے امام مسعودی سے اچھی طرح واقف ہوگی ۳۴۶ھ میں ان کی وفات ہوئی جس کو اکیزار برس سے زائد ہوے۔ مولوی شبلی نعمانی نے بھی ان کی تعریف کی ہے اور انھیں معتبر مورخین میں شمار کیا ہے ذرا یزیدیت مآب ان کے ارشادات کو ملاحظہ فرمائیں جو اُنھوں نے اُنکے حضرت یزید خلیفۃ اللہ کے متعلق فرمائے ہیں۔

کیا ان تمام محاسن صفات کے بعد بھی یہ کہے جانے کی گنجائش ہے کہ یزید ایک مسلمان ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ زبان جل جانے کے قابل ہے جو امام مسعودی اور معاویہ بن یزید کے ان زرّیں خیالات کی مخالفت کرے اور یزید کو مشرکین و ملحدین سے بدتر نہ سمجھے۔

مدینہ کا تباہ کرنے والا لعنت کا مستحق ہے

(۸) من اخاف اھل المدینۃ ظلماً اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (رواہ مسلم) (تاریخ الخلفاء مطبوعہ مصر صـ۱۸ـ و صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صـ۱۳۴ـ)

جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اور قتل کی دھمکی دی اُسے خدا اپنے عذاب سے ڈرائے گا اور اُس پر خدا کی لعنت ہو اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی۔

ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یزید اس حدیث کا مصداق تھا۔

اس تصریح کے بعد اس حدیث سے اسکا پوری طرح پتہ چل گیا کہ یزید خدا اور

ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ہو اسکے بعد کیا میں دنیائے انصاف سے پوچھ سکتا ہوں کہ جب وہ اہل مدینہ جنھیں رسولؐ کی طرف محض معمولی سی نسبت حاصل تھی اُن کا یہ احترام ہوگیا کہ اُنھیں صرف ڈرانے والا اسکا مستحق ہے کہ خدائے قہار اُسے اپنے عذاب کی دھمکیاں دے چہ جائیکہ اُنھیں قتل کرنے والا لیکن اب ذرا مجھے علامۂ سیوطی اور صاحب صواعق محرقہ بتائیں کہ حسینؑ کیا اہل مدینہ سے بھی بدتر تھے ایک طرف ساکنان شہر مدینہ کا یہ اعزاز اور دوسری جانب نواسۂ رسولؐ واجب القتل اور باغی سمجھا جائے اور اُسکا خون مباح کردیا جائے اور اُسکے خلاف یزید کی حمایت میں اُسے پیغمبری کا مستحق سمجھا جائے (شرم شرم)

یزید کا اپنی ماں بہنوں کے ساتھ زنا کرنا

(۹) وکان ابن حنظلہ یقول یاقوم واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان ترمی الحجارۃ من السماء وانہ رجل ینکح البنات والامہات والاخوات و یشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ ویقتل اولاد النبیین (تذکرۂ خواص الامہ ظمی ص ۲۴۵)

ابن حنظلہ کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اُس وقت تک خروج نہیں کیا جبتک ہمیں اسکا ڈر نہ پیدا ہوا کہ اب آسمان سے پتھر برسیں گے اور یزید تو ایسا شخص ہے جو اپنی بیٹیوں ماں بہنوں کے ساتھ نکاح کرتا ہے علی الاعلان بلاخوف شراب پیتا ہے اور انبیاء کی اولاد کو قتل کرتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا۔

ان تمام احادیث کے علاوہ کچھ وہ پیش گوئیاں بھی ہیں جن میں بقول علماء سواد اعظم رسول اللہ اسکی خبر دے گئے تھے چنانچہ اُن میں کی بعض درج ذیل ہیں۔

(۱۰) عن ابی عبیدہ قال قال رسول اللہ لا یزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔

ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے امور برابر درست رہینگے یہانتک کہ وہ پہلا شخص جو اُن میں رخنہ اندازی کرے گا وہ بنی اُمیہ میں سے ایک شخص ہوگا جسکا نام یزید ہوگا

(تاریخ الخلفاء صـ۱۸ صواعق محرقہ صـ۱۳۲

ان ہی دو کتابوں میں پھر ایک مقام پر ہے:۔

سمعت النبیؐ یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید

میں نے رسولؐ کو کہتے ہوئے سنا کہ پہلا وہ شخص میری سنت کو بدلے گا وہ بنی اُمیہ ہی کا ایک شخص ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔

خیر اس حدیث سے یہ تو ثابت ہو ہی گیا کہ شریعت بنی اُمیہ ہی کے نونہال نے بدلی جو اُن کی نیکنامی کے لئے بہت کافی ہے۔

ان دو حدیثوں کے پیش کرنے کا مطلب یہ نہ خیال کیا جائے کہ ہم انھیں بالکل صحیح سمجھتے ہیں اور امر امت کو اُسوقت تک قائم بالقسط خیال کرتے ہیں جبتک مظالم یزید کا ظہور نہوا تھا ہمارے نزدیک اس قسم کی حدیثیں کبھی صحیح مفاد پر روشنی نہیں ڈال سکتیں اور نہ رسالتمآبؐ کی ذات کی طرف انھیں منسوب کیا جاسکتا ہے، لیکن ہمارے مقاصد کا جہانتک ان سے تعلق ہے صرف اس حد تک ہے کہ جو قوم رسالتمآب کی طرف سے ایسے ایسے اقوال وارشادات کو منسوب کرتی ہے اُسے یزید کی تعریف وثناخوانی کرتے ہوئے کیوں شرم نہیں آتی یا تو خود رسولؐ سچے نہ تھے (العیاذ باللہ) اور یا وہ نام نہاد مسلمان رسولؐ کے اس قول کی تکذیب کرکے

دائرہ اسلام سے خارج ہو کر اولئک ھم اصحاب النار کا مصداق صحیح بن گئے۔

(۱۱) مدینہ والوں کا ایک وفد یزید کے حالات معلوم کرنے گیا تھا اُس کا سردار ابن حنظلہ تھا جب ارکان وفد کی یزید سے ملاقات ہوئی تو اُس نے ابن حنظلہ اور منذر بن ربیع کو ایک ایک لاکھ درہم دیے ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں کو بھی حسب حیثیت بہت کچھ دیا اسی وفد نے یزید کے متعلق اپنے چشم دید حالات بیان کیے ہیں جنھیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

انا قدمنا من عند رجل لیس لہ دین یشرب الخمر ویضرب بالطنابیر ویعزف عندہ القیان ویلعب بالکلاب ویسمر عندہ الخراب وھم اللصوص وانا نشھدکم انا قد خلعناہ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱ و ۴۲ و تاریخ طبری جلد ۷ صفحہ ۴)

ہم ایک بیدین شخص کے پاس سے آئے ہیں جو شراب پیتا ہے طنبورہ بجاتا ہے اور اُسکے پاس گانے والے گاتے بجاتے ہیں کتوں سے کھیلتا ہے رات کو چوروں اور بدمعاشوں کی صحبت میں رہتا ہے ہم تم لوگوں کو گواہ کرتے ہیں کہ ہم نے اُسے اُتار دیا اسکے بعد اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کرکے اپنا امیر بنالیا

(۱۲) منذر بن زبیر یزید کے پاس سے کوفہ چلا گیا تھا وہ اسکے بعد مدینہ پہونچ سکا جب آیا تو کہا کہ یزید نے اگرچہ مجھے ایک لاکھ درہم دیے ہیں اور میرا بہت کچھ احترام کیا لیکن میں حق کو چھپا نہیں سکتا۔ اسکے بعد اُسکا یہ قول ہے۔

واللہ انہ لیشرب الخمر واللہ انہ لیسکر حتی یدع الصلوۃ (کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲)

خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور خدا کی قسم وہ اسقدر نشہ میں مخمور رہتا ہے کہ نماز کا وقت گزر جاتا ہے۔

یزید کے مشہور اشعار اور اُس کا کفر

(۱۳) قال سبط ابن جوزی وغیرہ
المشہور انہ لما جیئ راس الحسینؑ
جمع (یزید) اھل الشام وجعل
ینکث الراس الشریف بالخیزران
وینشد ابیات ابن زبعری۔
لیت اشیاخی ببدر شھدوا
الابیات المعروفۃ وزاد فیھا بیتین
مشتملین علی صریح الکفر۔
(صواعق محرقہ ص۱۳۱) اور وہ شعر یہ ہیں

لست من خندف ان لم انتقم
من بنی احمدؐ ما کان فعل
لعبت ھاشم بالملک فلا
خبر جاء ولا وحی نزل

(ینابیع المودۃ ص۳۵۲ تاریخ طبری اعثم کوفی)

سبط ابن جوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب
امام حسینؑ کا سر یزید کے پاس بھیجا گیا تو اُس نے
تمام اہل شام کو جمع کیا اور سر مبارک کو بید سے
اذیت دی۔ ابن زبعری کے وہ مشہور
اشعار پڑھے جن کا پہلا مصرع یہ ہے۔
کاش میرے وہ بزرگ ہوتے جو بدر کی لڑائی میں مارے گئے
اُس کے بعد دو شعر اور پڑھے جو اُسکے صریح
کفر پر روشنی ڈالتے ہیں (بعض کتب میں
بجائے خندف کے عتبہ لکھا ہوا ہے)۔
میں خندف یا عتبہ سے نہیں اگر میں احمدؐ کی
اولاد سے انتقام نہ لوں جو احمدؐ نے میرے
آباؤ اجداد کے ساتھ کیا تھا۔ بنی ہاشم ملک
و دولت کے ساتھ کھیل کھیلتے تھے نہ کوئی خبر آئی
تھی نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی۔

یزید کی رسولؐ اور اولاد رسولؐ سے دشمنی

(۱۴) قال ابن الجوزی فیما حکاہ عنہ

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے جیسا کہ اُن کے

سبط۔ لیس العجب من قتال ابن زیاد الحسینؑ وانما العجب من خذلان یزید وضربہ بالقضیب ثنایا الحسینؑ وحملہ آل الرسولؐ سبایا علی اقتاب الجمال وذکر اشیاء من قبیح ما اشتھر عنہ ثم قال وما کان مقصودہ الا الفضیحۃ ولو لم یکن فی قلبہ احقاد جاھلیۃ واضغان بدریۃ لاحترم الراس الشریف المبارک واحسن الی آل الرسول (ینابیع المودۃ صفحہ ۲۷)

نواسہ نے نقل کیا ہے کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ کو قتل کرنا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی تعجب تو اس پر ہے کہ یزید نے حسینؑ کو ذلیل کیا اور آپ کے سر اطہر پر چھڑی ماری اولاد رسول کو قیدی بنا کر اونٹوں پر سوار کیا اور اسکی بہت سی قبیح حرکتوں کا تذکرہ کیا جو تمام زمانہ میں شہرت پا چکی ہیں اور اگر اسکے دل میں ایام جاہلیت کے بغض و عناد اور جنگ بدر کی دشمنیاں نہ ہوتیں تو وہ ضرور سر نواسۂ رسولؐ کا احترام کرتا اور اولاد رسولؐ کی عزت اور انکے ساتھ نیک برتاؤ

جناب علامہ ابن جوزی کے اس بیان سے پوری طرح ظاہر ہے کہ یزید کو رسالتمآبؐ اور آپ کی اولاد سے صرف اسلئے دشمنی تھی کہ اُنھوں نے جنگ بدر وغیرہ میں اُسکے آباؤ اجداد کو قتل کیا تھا۔

کیا اس عالم جلیل کا یہ قول اسکی شہادت دے رہا ہے کہ حسینؑ باغی تھے اس لئے یزید اُن کے قتل پر مجبور ہوا کیا اس سے حسینؑ کی جنگ کا سیاسی ہونا معلوم ہوسکتا ہے علامہ جوزی بچے نہ تھے جو بغیر سمجھے بوجھے کہدیتے لیکن درحقیقت علامہ موصوف کی طرح ہر وہ شخص جو ذرا عقل سے کام لے وہ اسے اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ حسینؑ کس لئے جنگ پر مجبور ہوئے اور یزید کے دل میں کیا تھا آنکھیں بند کرکے مُنھ کھول دینا تو ہر شخص کو آتا ہے۔

(۱۵) قال نوفل بن ابی فرات کنت عند عمر بن عبد العزیز فقال رجل امیر المومنین یزید فقال عمر تقول امیر المومنین ۱۲

نوفل بن ابی فرات سے حدیث ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے یزید کے نام کے ساتھ امیر المومنین کہا تو اسپر عمر نے کہا کہ تو اُسکو امیر المومنین کہتا ہے اور اُسے بیس تازیانے لگوائے۔

یزید سے امام احمد بن حنبل کی بیزاری

(۱۶) ان ابن الجوزی قال فی کتابہ المسمی بالرد علی المتعصب العنید المانع من لعن یزید سئلنی سائل عن یزید بن معاویۃ فقلت یکفیہ مابہ فقال ایجوز لعنہ قلت قد اجازہ العلماء الوارعون منھم احمد بن حنبل فانہ ذکر فی حق یزید ما یزید علی اللعنۃ ثم روی ابن الجوزی عن القاضی ابی یعلی انہ روی فی کتابہ المعتمد فی الاصول باسنادہ الی صالح بن احمد بن حنبل قال قلت لابی ان قوما ینسبونا الی تولی یزید فقال یا بنی ھل یتولی یزید احد یومن باللہ ولم لا یلعن من

الرد علی المتعصب العنید میں ابن جوزی نے تحریر کیا ہے کہ کسی نے اُن سے یزید بن معاویہ کے متعلق سوال کیا اسکے جواب میں اُنھوں نے کہا کہ اُسکے لئے جو کچھ ہو رہا ہے کافی ہے اُس نے پھر پوچھا کہ اُسپر لعنت کرنا جائز ہے انھوں نے کہا کہ اسکی تو بڑے بڑے متقی و پرہیزگار عالموں نے اجازت دی ہے اُن میں سے ایک امام احمد بن حنبل بھی ہیں انھوں نے یزید کے متعلق لعنت سے زیادہ کہا ہے اسکے بعد ابن جوزی پھر کہتے ہیں کہ ابو یعلی نے اپنی کتاب المعتمد میں صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ بہت سے لوگ ہماری طرف یزید کی محبت کو منسوب کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے اسکے جواب میں

لعنہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ فقلت فی ای آیۃ فقال فی قولہ تعالیٰ وھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم فھل یکون فساداً اعظم من القتل۔
(ینابیع المودۃ صا ۳۲۷)

اُنھوں نے کہا کہ اے فرزند کوئی مسلمان جو خدا پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت نہیں کرسکتا اور اُس شقی پر ضرور لعنت کریگا جس پر خدا نے قرآن میں لعنت کی ہے میں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے جواب دیا کہ وہ آیت یہ ہے (ترجمہ) کیا تم بادشاہ ہوجاؤ گے تو زمین پر فساد پھیلاؤ گے اور قطع رحم کروگے ایسے ہی لوگ تو ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور اُنکو اندھا اور بہرا کر دیا ہے ۔ تمہیں بتاؤ کوئی فساد قتل سے بڑھکر ہوسکتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے قرآن سے ثابت کردیا کہ یزید قابل لعنت ہے اور خدا کی بارگاہ میں شیطان کی طرح ملعون ہے اس کے بعد کیا کوئی مسلمان یزید کی مدح سرائی کرسکتا ہے یا اُسکے جہنمی ہونے سے انکار کریگا جبکہ بقول امام احمد قرآن مجید کی صریحی نص اُسکے ملعون ہونے پر روشنی ڈال رہی ہے لیکن اسکے بعد مجھے سخت تعجب ہے کہ ایسا شخص جس کے متعلق ایسے ایسے معتبر علماء اہلسنت لعنت کے فتوے دیں وہ کیونکر خلیفۃ اللہ ہوسکتا ہے اور اُسکے باوجود اجلہ علما نے اُسے کیوں زمرہ خلفاء میں شمار کیا ہے جنمیں سے علامہ جلال الدین سیوطی بھی ہیں حالانکہ وہ اسپر برملا لعنت کرچکے ہیں چنانچہ اُسکی تحریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱۷) فقتل وجئ براسہ فی طست حتی وضع بین یدی ابن زیاد لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد معہ ویزید ایضا
(تاریخ الخلفاء صہ ۱۴۴ و ۱۴۵ مطبوعہ مجیدی پریس)

پس امام حسینؑ قتل کردیے گئے اور آپ کا سر ایک طشت میں ابن زیاد ملعون کے سامنے لایا گیا خدا امام حسینؑ کے قاتل اور ابن زیاد اور یزید پر لعنت کرے۔

اس تحریر کے بعد پھر بھی اُسکا نام خلفاء رسولؐ کی فہرست میں لکھا گیا ہے اور اُسکی حیثیت ایک اسلامی حکمران کی سی سمجھی جاتی ہے حالانکہ خود ہی اُسے کافر ملعون، مشرک ملحد بھی کہا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مفتیان دین و علماء مذہب و ائمہ ہدیٰ کی تلون مزاجیاں کس عقل کے معیار پر منطبق ہو سکتی ہیں۔

قاتل امام حسینؑ کے کفر پر تمام مسلمانوں کا اجتماع

الامۃ اجتمعت والائمۃ اتفقت علی الکفر واللعن قاتل الحسینؑ (مناقب السادات ملک العلماء دولت آبادی)

تمام مسلمانوں کا اجتماع ہے اور کل آئمہ کا اتفاق ہے کہ امام حسینؑ کا قاتل کافر اور مستحق لعنت ہے اسکے بعد کسکو اختلاف ہو سکتا ہے کہ یزید کافر و ملعون نہیں ہے۔

(۵۹) (شہادت حسین) صفحہ ۵۳ میں مولوی عبدالحی فرنگی محلی کا حسب ذیل فتوے نقل کیا گیا ہے۔

بعضے در شان یزید براہ افراط و موالات رفتہ میگویند کہ وے بعد از آنکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعتش بر امام حسینؑ واجب شد و ندانستند کہ وے باوجود امام حسینؑ امیر شود؟ اتفاق مسلمانان کے باشد؟ جماعۃ از صحابہ و از اولاد صحابہ خارج از وے بودند و برخے کہ حلقہ

بعض لوگ یزید کی محبت کے نشہ میں یہ کہتے ہیں کہ جب وہ تمام مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ امیر تسلیم کر لیا گیا تھا تو امام حسینؑ پر بھی اُسکی اطاعت واجب ہو گئی تھی حالانکہ کہنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ نواسۂ رسول کی موجودگی میں وہ کیونکر امیر ہو سکتا تھا مسلمانوں کا اتفاق و اجتماع کب اور کیونکر ہوتا ہے صحابہ اور اولاد صحابہ کی جماعتیں اُسکے خلاف تھیں اور جو

اطاعت او بگردن انداختند چوں حال او
از شرب خمر و ترک صلوٰۃ و زنا و استحلال
محارم معائنہ کردند بہ مدینۂ منورہ
باز آمدند و خلع بیعت کردند و بعض
گویند کہ وے امر بہ قتل امام
حسینؓ نکردہ نہ بداں راضی بود نہ
بعد ازاں بقتل امام حسینؓ و اہلبیت
آنحضرت مستبشر شد۔

ایں سخن نیز باطل است چنانچہ قال
العلامۃ التفتازانی فی شرح
عقائد النسفیہ

والحق ان رضا یزید بقتل الحسین
واستبشارہ بذلک واھانۃ اھل
البیت النبی مما تواتر معناہ۔

بعضے دیگر گویند کہ قتل امام حسینؓ گناہ
کبیرہ است نہ کفر۔ و لعنت مخصوص
است بہ کفار۔

نازم بر فطانت ایشاں۔ ندانستند کہ کفر
یکطرف خود ایذاے جناب رسول الثقلین

لوگ اُسکی بیعت کر چکے تھے۔ جب اُنھیں اسکی
شراب خواری۔ تارک الصلاۃ۔ زنا۔ استحلال
محارم (ماں بہنوں پر تصرف) وغیرہ کا علم ہوا
تو وہ مدینہ منورہ میں آئے اور اُسکی بیعت
سے انکار کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یزید نے
قتل امام حسینؓ کا حکم نہیں دیا اور نہ اس فعل
شنیع پر راضی تھا اور نہ اُس کے بعد قتل حسینی
واہانت اہلبیت پر استبشار"

یہ بھی غلط ہے چنانچہ علامہ تفتازانی نے
شرح عقائد نسفیہ میں اسکے متعلق اس طرح
تحریر کیا ہے۔

حق یہی ہے کہ یزید کی رضا نے حسینؓ کو قتل کرایا
اسکے بعد اُسکا مستبشر ہونا اور اہانت اہلبیت
اُن واقعات سے ہیں جنکے وقوع پر تواتر ہو چکا ہے۔
اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ قتل حسینؓ گناہ کبیرہ
ضرور ہے لیکن کفر نہیں ہے اور لعنت کفار کے
ساتھ مخصوص ہے اسلیے یزید لعنت کا مستحق نہیں ہو سکتا"
یہ بھی اُن کی کمی عقل کی دلیل ہے کیا وہ
نہیں جانتے کہ ایذاے رسولؐ بھی کوئی معمولی شے ہے

چه ثمره وارد و قال الله تعالے
ان الذین یوذون الله و رسوله لعنهم
الله فی الدنیا و الاخره۔
و بعضے گویند که خاتمهٔ وے معلوم نیست
شاید که وے بعد از ارتکاب کفر و معصیت
توبه کرده باشد۔

قرآن مجید میں ہے "
کہ جو لوگ خدا اور رسول کو اذیت دیتے ہیں اُنپر
دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے۔
بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یزید کے آخری حالات
تو معلوم نہیں ہو سکے ممکن ہے کہ اُس نے توبہ کر لی ہو اور
اپنے اس کفر و معصیت پر درگاہ خدا میں شرمندہ ہوا ہو

امام غزالی کا خیال

و مثل غزالی در احیاء العلوم باین طرف رفت است
مخفی نه باد که احتمال توبه و رجوع از معاصی
احتمالی است و الا آں بے سعادت آنچه درین
اُمت کرد هیچ کس نه کرده باشد

اسکے علاوہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں اپنا خیال
ظاہر کیا ہے کہ احتمال توبہ اور یہ کہ یزید نے شاید اپنے گناہوں
کو محسوس کر کے خدا کی بارگاہ میں معافی مانگی ہو اس
خیال کی ایک احتمال سے زیادہ وقعت نہیں ہے لیکن
بہر حال جو کچھ اُسنے کر ڈالا کسی نے نہ کیا تھا۔

مولوی عبدالحی صاحب کی اس تحریر سے قریب قریب اُن خیالات پر روشنی پڑتی ہے
جو عام طور سے پھیلائے گئے ہیں اور اسی قسم کی رکیک تاویلوں سے حسینؑ مظلوم کی عزاداری
اور ہر دلعزیزی کو مٹانے کی سعی لاحاصل کیجا رہی ہے۔ تصویر کا ایک رُخ تو یہ تھا
جسے ناظرین کرام کے سامنے پیش کیا گیا اسکے ذریعہ سے اسکا پوری طرح اندازہ ہو سکتا
ہے کہ والی دمشق کا کیرکٹر کس حد تک تعلیمات اسلام کا متحمل تھا اور کہاں تک اُس نے
تہذیب اسلامی کو برباد کیا اور عام اسلامی دُنیا میں اُسکے متعلق کیسے کیسے خیالات
قائم کیے گئے اور اُن تمام خیالات کی تنہا ذمہ دار کیا چیز تھی اسکے ساتھ ہمیں نہایت

مختصر الفاظ میں اسکا بھی ثبوت پیش کرتا ہے کہ یزید کو حضرت یزید اور رحمۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وامیر المومنین کہنے والے کون تھے اور عام نگاہوں میں اُن کی کیا پوزیشن تھی اسکے متعلق سب سے پہلا قول ابو بکر عربی مالکی کا پیش کیا جاتا ہے چنانچہ موصوف نے اپنے مخصوص الفاظ کے ساتھ اسکی پوری کوشش کر ڈالی کہ ابن معاویہ پر سے الزام قتل ہٹ جائے لیکن مشکل تو یہ ہے ۔

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

ابو بکر عربی کے وہ مشہور الفاظ حسب ذیل ہیں :-

ان الحسینؑ قتل بسیف جدہ (امام) حسینؑ اپنے نانا کی تلوار سے شہید ہو

دیکھنے میں فقرہ بہت ہی مختصر ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ ایک طویل داستان کی مجمل سی سُرخی ہے اسلام کی ابتدائی جنگوں میں کفار عرب کو قتل کیا گیا تھا اُنکی اولاد اگرچہ ظاہر میں مسلمان تھی لیکن باپ دادا کا لہو بہتے ہوئے دیکھ کر نہ خدا یاد رہا نہ رسول" اولاد ہاشم کی قوت جبتک دبائے رہی دبے رہے لیکن جب اُنکے بازوؤں کی طاقتیں گھٹنے لگیں تو خنجر تیز کر کے سینوں پر آگئے کم و بیش ایک صدی کی کاوشیں اُس پوری کشمکش کی مستقل اسباب تھیں تو شاید اسکا مطلب یہ ہو کہ اگر رسولؐ یزید کے آباء و اجداد کو قتل نہ کرتے تو حسینؑ کیوں قتل ہوتے اسلیئے قتل حسینؑ کے باعث صرف رسولؐ ہی تھے تو یزید کے ہاتھ میں تلوار نہ تھی بلکہ وہ رسول کا ہاتھ تھا شمر نے خنجر نہیں پھیرا بلکہ محمدؐ ابن عبداللہ نے (نعوذ باللہ من ذالک)

اس مختصر سے فقرہ کی مختلف تاویلیں کی جا سکتی ہیں لیکن جتنے معنی بھی نکالے جائینگے

اُن کا آخری سلسلہ رسولؐ پر منتہی ہو کر اُنھیں مورد الزام بنائے گا اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر دُنیا اسکے اسباب کو سمجھ لے گی تو کم از کم یزید مستقل طور سے ملزم نہیں ٹھہر سکتا بلکہ اُس کے ساتھ رسول بھی شریک ہو جائینگے (اگر یزید سے الزام بالکل نہ بھی ہٹے تو یہ کیا کم فائدہ ہے) اور اُسوقت کہا جا سکے گا کہ یزید کی کوئی خطا نہیں، "دراصل قتل کے باعث خود رسول ہی تھے" ممکن ہے کہ ابوبکر عربی صاحب کے قلب مبارک میں یہ غلط فہمی داخل ہو گئی ہو کہ میرے بے وقوف بنانے سے دُنیا واقعی سمجھ جائے گی کہ یزید حقیقتاً بے قصور تھا اور خطا جو کچھ بھی رسول اللہؐ ہی کی تھی" میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا شخص جو صرف یزید کو بری الذمہ کرنے کے لئے وہی الزام "جو فتاوائے اکابر علمائے تسنن کے مطابق یزید کے کفر و شرک پر روشنی ڈال رہا ہو" رسولؐ کے لئے تجویز کردے وہ مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں اسکا فیصلہ اُن حضرات پر ہے جو تھوڑا سا بھی انصاف فرما سکتے ہوں اس سے پیشتر جو خیالات مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی عبارت میں درج تھے اور اُنکے الفاظ کے ساتھ پیش کیے گئے اُن میں تو کوئی شبہ ہو ہی نہیں سکتا اس لیے کہ اُن کے راوی مولانائے موصوف ہیں اگر کوئی رافضی ہوتا تو سب غلط ہو جاتے لیکن مشکل اتنی ہی ہے کہ وہ رافضی نہ تھے اس لیے اب اُن خیالات میں کوئی شبہ باقی نہ رہنا چاہیے اسکے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہے کہ ان روایات کے موجد کون لوگ ہیں اور کس جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور کیا وہ "شیعہ" تھے۔

علامہ ابن تیمیہ اور یزید کی پیغمبری

ان تمام خیالات میں سب سے زیادہ ممتازہ اور قابل ذکر وہ عقائد ہیں جنھیں علامہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے۔ دنیا میں ہر شخص کو دشمنوں اور دوستوں سے سابقہ ہوا کرتے ہیں ہمیشہ خیالات کا بہاؤ ایک طرف نہیں رہتا اگر کوئی شخص کسی کا سخت ترین دشمن بھی ہو لیکن اُسکی عقل اُسے کبھی ایسے افعال کے ارتکاب کی اجازت نہیں دے سکتی جن پر دُنیا کو ہنسنے کا موقع ملے۔

ہمیں اُمن مسلمانوں کی عقلوں پر انتہائی تعجب ہے جنکی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ یزید ولی یا نبی تھا اور آج غیر قوموں کو بھی ہنسنے کا موقع مل رہا ہے۔

باوجودیکہ اُن پر سے اس الزام کو دھونے کی انتہائی کوشش کیجارہی ہے لیکن طشت از بام ہونے کے بعد اب وہ چھپائے سے کیا چھپینگے چنانچہ علامہ موصوف کی حسب ذیل تحریر ہمارے دعوے کا مکمل ثبوت ہے۔ فرماتے ہیں:-

فسمع بذالك قوم ممن كان فاعتقد ان يزيد كان من كبار الصالحين وائمۃ الهدیٰ" اسی کتاب میں دوسرے مقام پر ہے" واقوام يعتقدون انه كان اماماً عادلاً هادياً مهدياً وانه كان من اكابر الصحابه او انه كان من اولياء الله وربما اعتقد بعضهم انه كان من الانبياء آگے بڑھکر پھر فرماتے ہیں" وفى زمن الشيخ حسن زاد وفيه اشياء باطلة نظماً ونثراً (وصیت کبریٰ مطبوعہ مصر)

یزید پر لوگوں کی لعنتیں سنکر ایک جماعت نے جو اہلسنت میں سے تھی اسکا اعتقاد ظاہر کیا کہ یزید امام ہادی اور نہایت نیک تھا بعض لوگ یہ اعتقاد رکھنے لگے کہ وہ امام عادل، ہادی، مہدی، تھا اور اولیاء میں سے ایک ولی تھا لیکن بعض اس سے بھی بڑھ گئے اور اُسکی نبوت کا اقرار کیا۔ اور زمانۂ شیخ حسن میں تو اس سے بھی زیادہ ترقی ہوگئی مگر علامہ اسے دبا گئے بہت ممکن ہے کہ کچھ لوگ جذبۂ عداوت اہلبیت میں اُسے خدا کہنے لگے ہوں۔

ابو عبداللہ الحسینؑ بن علیؑ بن ابیطالب

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

حسینؑ کا نام زبان پر آتے ہی قوۃ متخیلہ ایک ایسی خونی تصویر پیش کرتی ہے جس کے خون کا ہر ہر قطرہ مظلومیت کا ناپیدا کنار ایک سمندر ہو جس کا پاک بدن تیروں اور نیزہ کی انیوں سے چھلنی ہو چکا ہو۔

آفتاب اپنی حرارت کے بے پناہ حملے کر کے ریتیلے میدان کو آگ بنا دے اور وہ جس کا نام حسینؑ ہے تین دن کی لگاتار بھوک اور پیاس کی حالت میں شعلہ انگیز ریت پر تڑپتا ہو کبھی اپنا داہنا پیر سمیٹ لے اور کبھی بایاں بے رحم قاتل خونخوار خنجر لے کر آگے بڑھے اور وہ اُس وقت بھی اُس ظالم کے سامنے پانی کے لیے ہاتھ پھیلا دے لیکن قاتل انتہائی بے رحمی کے ساتھ اُسے یہ کہکر جھٹک دے کہ اگر دُنیا پانی پانی ہو جائیگی جب بھی تم ایک قطرہ نہ پاؤ گے قاتل لبوں کو جنبش میں دیکھ کر سُننے کے لیے کان بڑھا دے اُس کا یہ خیال شاید میرے لیے یہ کوئی بددعا ہو میری بات کا کوئی سخت جواب ہو بالکل غلط نکلے اور وہ اسے پوری طرح محسوس کرلے کہ حسینؑ کوئی بددعا نہیں کرتے کوئی سخت کلامی نہیں کرتے بلکہ وہ آخری لمحوں میں بھی اپنے اُس فرض کو نہیں بھولے جس کے لیے اُنھوں نے اتنی بڑی قربانی پر اپنے نفس کو آمادہ پایا اور یہ وہی فطری فرض تھا جو ایک بندہ کے لیے اُسکے معبود کیطرف سے

عائد ہوتا ہے "عبادت" جس سے حسینؑ کی آخری ہچکی بھی خالی نہ رہی۔

کلیجے سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہیں جب تخیل اُس شررخیز جنگل کا مرقع پیش کرتا ہے جسکا ہر ذرہ چنگاری کیطرح لو دے رہا تھا اسمیں ایک چھوٹی سی نہر بھی تھی لیکن دمشق کی تازہ دم فوجیں گھاٹ پر پڑاؤ ڈال چکی تھیں اُس بیابانی بے آب و گیاہی میں جو کچھ عرب ہی کے ساتھ مخصوص ہے شریعت سکھانے والے کا نواسہ مسلمانوں کے نبیؐ کی زبان چوسنے والا امام حسنؑ کا بھائی حضرت علیؑ کا لخت دل اور سیدہؑ کا چہیتا کئی دن کا بھوکا پیاسا گھیر لیا گیا ہو چاروں طرف سے دمشق کی حکومت کے ہوا خواہ پتھروں، نیزوں، اور تلواروں سے اُسپر حملہ آور ہو رہے ہوں اور وہ سر جھکائے کھڑا ہو آخر میں اُسکے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو ایک قاتل مقتول کے ساتھ کرسکتا ہے۔

بیشک حسینؑ کا آخری سبق سچائی کی پرستش تھی جسکی تعلیم سے وہ خنجر کے نیچے بھی نہ چوکے۔

وہ بے جگری کا زبردست مظہر وہ شجاعت کا دیوتا "حسینؑ" جسنے آتش کفر کے فلک رسا شعلوں کو اپنے خون سے چھینٹے دے دے کر ہمیشہ کیلئے بجھا دیا جس کی سوکھی زبان نے اسلام کے مرجھائے ہوئے پھول میں جان ڈال دی جسے شامیوں نے ذبح کر کے ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا۔

جس نے اسلام کی مقدس قربان گاہ پر اپنے شیر خوار بچوں تک کو قربان کر دینا گوارہ کر لیا لیکن اپنے فرض کو نہ بھولا "نانا" کی شریعت کو پامالی سے بچا لیا۔

حسینؑ بہادر تھے لیکن ایسے بہادر نہیں دُنیا جسکا ہمسر پیدا کر سکے اُس بھوک اور پیاس میں اُس دھوپ کی شدت میں بہتّر لاشوں کے جمع ہو جانے کے بعد جوان بیٹوں کے دم توڑنے کے بعد ایکہزار نو سو اکاون زخم کھا لینے کے بعد اُس غم و اندوہ کے سمندر میں حسینؑ جس میں غرق تھے اس بہادری کے "دیوتا" نے جس بے جگری کا ثبوت دیا وہ بس اُسی کی نظیر تھا جو حسینؑ نے کر دکھایا۔

وہ بہادر نہیں ہے جس نے ایک پیاسے کا گلا کاٹ لیا ہو اُسے شیر دل کون کہے گا جو کسی بیمار کے پیروں میں بیڑیاں ڈالے عورتوں کے بازوؤں میں رسیاں باندھے وہ بہادری کیا جانے جو کٹے ہوئے سروں پر چھڑیاں لگائے۔

بہادر وہ ہے جس نے تین دن کی پیاس اور بھوک میں سیکڑوں کشتوں کے انبار لگا دیے جنگجو وہ ہے جسکی ایک تلوار نے بائیس ہزار تلواروں کے جوہر نکال لئے ایک اکیلے مجاہد نے ہزاروں کے پرے توڑ دیے۔ فرات کا ساحل دمشق کی بیرحم فوجوں سے پُر تھا بنی اُمیہ کے نونہال پرے جما چکے تھے لیکن حسینؑ کی خون آشام تلوار بجلی کی طرح کوندی کبھی میمنہ پر گری کبھی میسرے پر آئی بہادری کے دعوے کرنے والے بھاگنے لگے " امیہ بن عبدالشمس کے بہادر بیٹے کدھر گئے حسینؑ نے گھاٹ لے لیا" بہادر یہ ہے جس کے لئے ہزاروں تلواریں نیام سے نکلیں اور لاکھوں تیر کمان میں جڑے لیکن پھر بھی نہر میں اُسی کا گھوڑا رہی بہادری یہ ہے کہ موت کی آخری ہچکی تک اپنے خدا کی پرستش نہ چھوڑی زندگی کی آخری لہر تک عورتوں کے چہروں سے نقاب نہ ہٹنے دی حسینؑ کے ماتھے پہ موت کا پسینہ تھا لیکن اہلبیت کا پردہ نہ بھولے کیا یہ ممکن تھا کہ حسینؑ زندہ رہتے اور زینبؑ ام کلثوم کی چادریں اُتریں۔

تعلیمات حسینؑ کا ایک پہلو

سخت افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے نبیؐ کے نواسہ کی تعلیم بھلا دی حسینؑ نے اس لئے جان نہیں دی کہ تم ان کے ہوا خواہ بن کر یزید کے پیچھے چلو اُنکی پیروی کے مدعی بنو اور شمر کا خنجر اُٹھاؤ حسینؑ نے اپنے کنبہ سمیت کٹ جانا اسلیئے پسند کیا تھا کہ ظالم یزیدی کفر نوازیوں اور الحاد پرستیوں سے نجات ملجائے حق و باطل کی دونوں تصویریں سامنے آجائیں اور دُنیا کو اسکا پوری طرح حق دیدیا جائے کہ وہ حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھ سکے۔

بوالہوسی کے اس طوفان میں حسینؑ نے اپنا خون اسلیے نہیں بہایا کہ خود اُنکے نام نہاد پیرو قصر شریعت پر گولے برسائیں پیکر مذہب کی روح کھینچ لیں اور کربلا کے اس شہید کی تعلیم کو بالکل پلٹ دیں حسینؑ کے خون کے قطرے سچائی کے لیے بہے تھے اُنکی زبان پر آخری وقت تک یہی فقرے رہے ’’ایک وہ شرابخوار زانی جو یہودیوں کی طرح اپنی ماں بہنوں سے بیویوں کا سا برتاؤ کرتا ہے، جسکی شہوت رانی عورتوں سے آگے بڑھکر جنس رجال تک پھیل چکی ہے، ظالم، بیدرد، وہ جس کا نام یزید ہے میں اُسکی بیعت نہیں کر سکتا حق کبھی باطل کے سامنے نہیں جھک سکتا مجھے تو وہی کرنا ہے جسکی میرے نانا نے تعلیم دی تھی میری رگوں میں بھی وہی خون ہے جو مسلمانوں کے نبی کی رگوں میں تھا۔ فاطمہؑ نے مجھے اسلیے دودھ نہیں پلایا کہ میں دمشق کے ظالم حکمران کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدوں محمدؐ نے زبان اسلیے نہیں چسائی کہ میری زبان سے بیعت کے الفاظ نکلیں‘‘ حسینؑ سچے تھے حسینؑ کے خون کا ہر قطرہ سچائی کی ایک تصویر تھا کس نے کس نے نہیں سمجھایا کہ حسینؑ بیعت کر لو لیکن حسینؑ نے جو کچھ کہا تھا سچ کر دکھایا۔ ان اشعار کا پڑھنے والا اپنے ارادوں میں ثابت قدم نکلا۔

سامضی وما فی الموت عار علی الفتی
اذا ما نوی خیرا و جاھد مسلما
وواسی رجالا صالحین بنفسہ
وخالف مثبورا و فارق مجرما

میں اپنے ارادے کو پورا کرونگا مرجانے میں جوانمرد کے لیے کوئی عیب کی بات نہیں ہوتی۔ اُسوقت جبکہ اُسنے نیک کام کا ارادہ کر لیا ہو اور مسلمان ہو کر جہاد کرے وہ جوانمرد جسنے نیک لوگوں سے محبت و مواسات کی ہو مجرموں اور ظالموں کا ساتھ چھوڑا ہو اور اپنے ذاتی جوہر کیوجہ سے اُن کا ہمیشہ سے مخالف ہو

امام حسینؑ کے متعلق رسالتمآب صلعم کے ارشادات

اخرج احمدؒ والترمذی عن ابی سعید

امام احمد بن حنبلؒ، امام ترمذی۔ امام ابو سعید خدری،

والطبرانی عن عمر وعن علی وعن جابر وعن
ابی ھریرہ وعن اسامہ بن زید وعن البراء
وابن عدی عن ابی مسعود ان النبیؐ قال
الحسنؑ والحسینؑ سید اشباب اھل الجنۃ

طبرانی نے عمر اور حضرت علیؑ، جابرؓ، ابوہریرہ، اسامہ بن
زید، براء بن عازب، ابن عدی، ابن مسعود سے روایت
کی ہے، رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ
جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

دوسری حدیث۔ اخرج البخاری فی الادب
المفرد والترمذی وابن ماجہ عن یعلی بن
مرہ ان النبیؐ قال حسین منی وانا منہ احب
اللہ من احب حسینا الحسنؑ والحسینؑ
سبطان من الاسباط

ادب مفرد میں بخاری نے اور ترمذی و ابن ماجہ
نے یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے حضرتؐ نے فرمایا
کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے خدا اُسکو
دوست رکھتا ہے جس نے حسینؑ کو دوست رکھا،
حسنؑ حسینؑ دو سبط ہیں اسباط میں سے۔

تیسری حدیث۔ اخرج احمد وابن ماجہ
والحاکم عن ابی ھریرہ ان النبی قال من احب
الحسن والحسین فقد احبنی ومن
ابغضھما فقد ابغضنی۔

امام احمد بن حنبل، ابن ماجہ، حاکم نے ابوہریرہ سے روایت
کی ہے، رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ جس نے حسنؑ و حسینؑ سے
محبت رکھی اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے دشمنی
کی وہ میرا دشمن ہے (لہذا قاتل حسینؑ قاتل رسولؐ ہے)۔

امام حسینؑ کے متعلق جسقدر احادیث کا انبوہ ہے اُسکا جمع کر لینا بہت مشکل ہے اسکے لیے
کئی جلدوں کی ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہوگی رسالہ کے اختصار کو دیکھتے ہوئے اسکی
جرأت کرنا محال ہے کہ اُنھیں پوری وضاحت و تفصیل کے ساتھ پیش کیا جا سکے لیکن
بہرحال دُنیا کا ہر انسان امام حسینؑ کا معترف ہے ہر سمجھدار اُن کا ثناخواں ہے اور یہ تو خود
صحیح بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ کے صفحے بتا سکتے ہیں کہ رسولِ اسلام کو حسنؑ و حسینؑ سے کتنی الفت تھی
ناظرین کرام اسے بھی ملحوظ خاطر رکھیں کہ مذکورہ بالا روایتیں اُس کتاب سے درج کی گئی ہیں جو

مخصوص طور سے شیعوں کی رد میں لکھی گئی تھی اور اُسکی وجہ تسمیہ ہی یہی ہے "صواعق محرقہ" اسکے مصنف ابن حجر مکی ہیں ۹۵۰ھ میں تصنیف کی گئی اور اُسکی وجہ یہ لکھی ہے۔

لکثرة الشیعة والرافضیة ونحوهما الان بمکة المشرفة اشرف بلاد الاسلام ص۲۔

چونکہ مکہ معظمہ میں شیعہ اور روافض کی کثرت تھی اسلیے یہ کتاب لکھی گئی جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسمیں کتنی کوششیں کی گئی ہوں گی لیکن پھر بھی حق چھپ نہ سکا۔

ہزار کوششیں ہوں ایڑی چوٹی کا زور لگا یا جائے لیکن جس نور کو یدِ قدرت روشن رکھنا چاہے اُسے فانی انسان کی ہوائے دہن بجھا نہیں سکتی۔ بارہ سَو برس گزر گئے کونسی کوشش تھی جو اُٹھا رہی ہو لیکن وہ شمعیں ابتک روشن ہیں جنھیں رسولؐ روشن کر گئے تھے "لقد اقتضیت من الرسول دیونی" (یزید کہہ رہا ہے) میں نے رسولؐ اسلام کے قرضے ادا کر دیے (یعنی آبا و اجداد کا عوض لے لیا) بار بار کہنے والے اولادِ رسول کو ذبح کر گئے اور خود بھی مر گئے لیکن مبارک ہیں وہ مرنے والے جن کا نام ابتک باقی ہے اور اُسوقت تک رہے گا جبتک باغ کی کلیاں کھلتی رہیں گی اور درخت کی ڈالیں بلبل کے نغموں سے آباد رہیں گی۔

بیشک بہادری کی اس سے بہتر مثال تاریخ عالم نہیں لا سکتی جو بادِ ظلم کے ان زلزلہ انگیز جھونکوں میں بھی جادۂ استقامت سے ایک انچ نہ ہٹی حسینؑ کی گردن کٹ کے گر گئی لیکن یزید کے آگے نہ جھک سکی یہ وہ گردن نہ تھی جو کعبہ کے سوا کسی دوسری طرف جھک جاتی شراب خوار و مرتد یزید میں اتنی قوت کہاں سے آتی جو وہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر اپنے آگے جھکا لیتا حسینؑ حق پر تھے اور یزید باطل پر حق کبھی باطل کے سامنے نہیں جھک سکتا۔

دنیا کو معلوم ہے کہ حسینؑ ہی حکومت کے حقدار تھے اور یزید کی نئی حکومت تھی ان وجوہ کی بنا پر خیال ہو سکتا ہے کہ حسینؑ کی یہ جنگ اُن اُمیدوں کا پیش خیمہ ہو جو ایک انسانی نفس میں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن میں ہر تاریخ دیکھنے والے کو عقل و انصاف کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا حسینؑ پر اس کا شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ یزید کا سر کاٹ کر خود سریر آرا ہونے کی نیت رکھتے تھے رسول اللہ کی تعلیم یہ نہ تھی کہ میری اولاد مال و زر کے لیے اپنا خون بہا دے بلکہ یہ وہی فطری جذبہ تھا جس نے رسولؐ کو شاہان غسان و دیالمہ کے خلاف اُبھارا اور تبع وغیرہ کی حکومتوں کے خلاف جنگ پر مجبور کیا۔ مجھے ہرگز اس کا وہم بھی نہیں ہے کہ کوئی وہ مورخ جسکے دل میں تھوڑے سے بھی انصاف کی صلاحیت موجود ہوگی اُس کی زبان سے کبھی یہ حرف ادا ہو سکتے ہیں کہ حسینؑ حکومت کے لیے لڑے تھے اور ان کی پوری جنگ کا نتیجہ وہی خواہش تھی جس کا کوفہ والوں کی طرف سے اظہار ہوا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ حسینؑ کا ہر ہر لفظ حق پرستی اور سچائی کی پوری تصویر ہے کوئی جملہ ان کے دہن سے ایسا نہیں نکلنے پایا جس سے حکومت کی خواہش ٹپکتی ہو کسے نہیں معلوم کہ حسینؑ بالکل خاموش رہے ہرگز اُن کی جانب سے کسی قسم کی چھیڑ نہیں ہونے پائی کون نہیں جانتا کہ ابتدا کدھر سے ہوئی اعلان جنگ دمشق کے ظالم حکمران کی طرف سے ہوا تھا یا رسولؐ کے نواسہ کی طرف سے کیا وہ یزید نہ تھا جس نے معاویہ کے دم توڑنے کے بعد اس کا اعلان کیا کہ عنقریب ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں جنگ ہوگی ابو اسحٰق اسفرائینی اعثم کوفی ابن خلدون کامل ابن اثیر

جیسے مورخین اس پر پردہ نہ ڈال سکے کہ یزید نے معاویہ کے مرتے ہی حکومت سنبھالی اور ساتھ ہی ساتھ ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو ایک خط لکھا جس میں اُسے حسینؑ کے قتل کا حکم دیا گیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ جلد سے جلد حسینؑ ابن علیؑ سے بیعت لو ورنہ ان کا سر بھیجو کیا کوئی تاریخ اسے بتا سکتی ہے کہ حسینؑ کی طرف سے معاویہ کے مرنے کے بعد کوئی بھی اشارہ ایسا ہوا جس کی جلو گیری میں یزید کو اتنی سخت کارروائی کرنے کی ضرورت پڑی اور اُن کی زندگی کو صرف دو باتوں میں منحصر کر دیا کہ بیعت کریں یا اپنا قتل گوارا کریں لیکن اللہ کوئی بتادے کہ حسینؑ نے اُس وقت بھی کوئی مخالفانہ کارروائی کی کوئی فوج بھرتی کرنا شروع کر دی کہیں خطوط بھیجے کسی جگہ سے فوجی امداد طلب کی سوائے اسکے کہ حسینؑ بالکل خاموش رہے بس اتنا تو ضرور کہا کہ میں ایک شراب خوار اور جھوٹے کی بیعت نہیں کر سکتا جن لوگوں نے امام حسینؑ اور مروان کا مکالمہ سُنا ہوگا وہ اسکی تصدیق کرینگے کہ حسینؑ کے الفاظ صرف یہی تھے اور بس اے مروان کس کی بیعت کے لیے تو مجھے نصیحتیں کر رہا ہے کیا وہ شراب خوار اور جھوٹا نہیں ہے کیا مجھے اس کا علم نہیں کہ ہم اہلبیت رسول میں ہماری زبان سے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں نکل سکتی میں نے اپنے نانا سے سُنا تھا کہ آل ابوسفیان وطلقا کے لیے خلافت حرام ہے۔ جب معاویہ کو میرے منبر پر بیٹھے دیکھنا تو اُس کا پیٹ پھاڑ ڈالنا۔ خدا کی قسم مدینہ والوں نے اُسے نانا کے منبر پر دیکھا اور کچھ نہ کہا اسلیے خدا نے اُنھیں یزید کے پنجہ میں ڈالا حسینؑ کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ کون سی چیز تھی جس نے انھیں یزید کی

مخالفت پر اُبھارا تھا فاطمہؑ کی اولاد اتنی بزدل نہ تھی جس کے سر یزید کے سامنے جُھک جاتے اگر حق کبھی باطل کے سامنے جُھک سکتا ہے تو ان کے سر بھی جُھک جاتے دُنیا جانتی ہے کہ بیعت کا مقصود یہی اور صرف یہی ہو سکتا ہے کہ بیعت کرنے والا یوں اپنی فرمانبرداری کا اعلان کردے حسینؑ کا ہاتھ اگر لوگ یزید کے ہاتھ میں دیکھتے تو یہی سمجھتے کہ شریعت سکھانے والے کا نواسہ اُن تمام باتوں میں رضا و رغبت کا اظہار کر رہا ہے جن کا دربار دمشق سے تعلق ہو سکتا ہے اور گویا شریعت محمدی مسخ ہو کر شریعت یزیدی کی صورت اختیار کر لیتی سنہ ۶۰ھ کا باطل خیز زمانہ اور حسینؑ کی سچائی دونوں ایسی چیزیں تھیں جن کا جمع ہونا آگ اور پانی کے مل جانے سے زیادہ محال تھا۔ اگر حسینؑ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیتے تو رسول کے سامنے کس مُنھ سے جاتے اور جب وہ پوچھتے کہ حسینؑ اسی دن کے لیے زبان چُسائی تھی اور سیدہؑ کہتیں کہ چکی پیس پیس کر پالنے کا یہی بدلہ ہوتا ہے خون چُسا چُسا کر پرورش کرنے کا یہی صلہ ہے تو اُس وقت حسین گردن جُھکا لینے کے سوا اور کیا جواب دیتے لیکن ہماری جانیں نثار اُس جنگجو پر جس نے تین دن کی بھوک اور پیاس گوارا کر لی بچوں اور عورتوں کی اسیری قبول کر لی نوجوان بیٹوں کا اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہو جانا گوارا تھا۔ لیکن رسولؐ کی تیوریوں پر بل نہ آنے دیا سیدہؑ کو ناخوش نہ ہونے دیا اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دیدیا ہماری خون کی بوندیں نچھاور اُن ہاتھوں پر جو تلواروں خنجروں تیروں اور دشمن کے تیز آلات حرب کے آگے خوشی سے پھیل گئے لیکن یزید کے سامنے نہ پھیلے

مجھے ذرہ برابر اس میں شبہ نہیں اور ہر تاریخ کے بغور دیکھنے والے کو میرا ساتھ دینا پڑے گا کہ اگر حسینؑ چاہتے تو یزید کے مقابلہ میں لاکھوں تلواریں کھنچوا دیتے کسے نہیں معلوم کہ کوفہ سے بارہ ۱۲ سو خط آئے تھے اور اسمیں اسکا یقین دلایا گیا تھا کہ ہم نے بیس ۲۰ ہزار جنگجو آپ کی مدد کے لیے تیار کر لیے ہیں خدا کے لیے آجائیے اور ہمیں اپنی نصرت کا موقع دیدیجیے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ نے ہمارے معروضات کا خیال نہ کیا تو ہم قیامت میں آپ کا دامن تھامیں گے اور رسولؐ سے شکایت کرینگے کہ آپ کا نواسہ موجود تھا اور اسلام پامال ہوتا رہا آپ کو اپنے نانا کا واسطہ ضرور آئیے) لیکن حسینؑ نے مکہ نہ چھوڑا اور کوفہ جانا پسند نہ کیا بیس ۲۰ ہزار کی جمعیت کوئی کم نہ تھی یزید کی ہمت نہ پڑتی کہ وہ حسینؑ کے مقابلہ کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا جس کے دل میں حکومت کی اُمنگیں ہوں جس کو ریاست کی بیقراری میں راتوں کو نیند نہ آئے کیا کوئی فقرہ کبھی اُسکی زبان سے ایسا نہیں نکل سکتا جس سے اُسکے دل کا حال معلوم ہو سکے خدا جانے حسینؑ کو ریاست کی کیسی لالچ تھی کہ دُنیا کی تاریخیں ابتک کوئی ایسا فقرہ نہ پیش کرسکیں جس سے ذرا سا بھی حکومت و جاہ طلبی کا شبہ ہو رہا ہو جب تاریخ حسینؑ کا کوئی فقرہ نقل کرتی ہے۔ اُس سے بس اسی حد تک پتہ چلتا ہے کہ اُنھیں ایک شرابخوار اور مرتد کی بیعت سے گریز تھا وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ میرا ہاتھ ایک جھوٹے کے ہاتھ میں جائے اور میں اُسکی فرمانبرداری کا اعلان کردوں حسینؑ کی پوری جنگ کی بنیاد یہی تھی کہ کہیں باطل حق کو اپنے آغوش میں نہ لے لے اور حق و باطل ایک دوسرے میں اس طرح نہ سموجائیں کہ دونوں میں امتیاز نہو سکے۔

سچ ہے کہ حسینؑ کی نیت اگر دوسری ہوتی تو کوفہ کے بیس ہزار بہادروں کی
ضرورت نہ تھی مکہ کے لاکھوں حج کرنے والے اگر مناسک حج کے معلم حجازی رسول
نماز سکھانے والے کے نواسہ کی فریاد سُن لیتے تو اُسی روز دمشق کا نشان نہ ملتا
اگر چٹکی چٹکی بھر ریت ڈالتے تو یزید کی فوجیں تپ کے رہ جاتیں میں ہر شخص کو عقل
وانصاف کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی فقرہ حسینؑ کا سُنا ہو تو بتاؤ
جس سے حسینؑ کا فریادی ہونا ٹپکتا ہو یا حسینؑ ابتدا سے آخر تک خاموش رہے
زمانہ حج کو جانے دیجئے اگر مکہ کے بسنے والے جو حسینؑ کی آمد پر پروانوں
کی طرح ٹوٹ پڑے تھے نبیؐ کے نواسہ کو فریادی دیکھتے تو ناممکن تھا کہ اثراندوز
نہوتے ملکہ مکہ کا ہر جنگ کر سکنے والا مسلمان حسینؑ کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ
ہو جاتا مگر وہاں بھی حسینؑ یوں خاموش رہے گویا کچھ بولنا ہی نہیں جانتے
کوئی حکومت کی خواہش دل میں رکھنے والا جنگ کے لئے اُٹھ رہا ہو فوج
مہیا کرنے کے لئے بہترین مواقع سامنے ہوں اور ذرا سی جنبش لب لاکھوں تلواریں
اکھٹا کر سکتی ہو لیکن زبان سے کوئی ایسی آواز نہ نکلنے پائے جس پر فریادی
ہونے کا شبہ کیا جا سکے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے شخص کے متعلق کیونکر
اسکا فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اُسے بادشاہ بننے کی ہوس ہے اور وہ اس لئے
جنگ کر رہا ہے کہ تخت و تاج پر قبضہ مل جائے تھوڑی دیر کے لئے اسے
مانتا ہوں کہ حسینؑ خلافت کے لئے نبرد آزما ہوئے اور یزید کا سر کاٹ کر
بنی اُمیّہ کی سطوتوں کو خاک میں ملا دیتے تو سوائے اسکے کہ تاریخ میں ایک
نئے باب کا اضافہ ہو جاتا اور کیا نتیجہ نکلتا اگر یزید کو شکست ہو جاتی اور حسینؑ

دمشق پر جھنڈا کھڑا کر دیتے تو صرف امام کے آگے بادشاہ کا اضافہ ہو جاتا حسینؑ نے شاہی کو ٹھکرا دیا گلا کٹوا کر یزید کو فتح و نصرت پر تالیاں بجانے کا موقع دیدیا فاطمہ کا گھر اُجاڑنے والے اپنی فتح پر خوش ہوئے لیکن ذرا تاریخ جاننے والوں سے پوچھو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوا مجھے یقین ہے وہ یہی جواب دینگے کہ وہ زبان کاٹ ڈالے جانے کے قابل ہے جو حسینؑ کو شکست خوردہ بتائے اُنھیں شاہی نہ مل سکی یزید کی بادشاہت میں کوئی فرق نہ آیا لیکن آج بتاؤ کہ عالم کے ذرہ ذرہ پر کس کی حکومت ہے یزید کی مدح و ثنا میں قصیدے ضرور نظم ہوئے لیکن اب ہمیں دکھاؤ کہ ہمدردی کدھر ہے کون اسکی شان میں لب کشائی کر رہا ہے حسینؑ بھی شہید ہوئے اور یزید بھی مر گیا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ دونوں کی موت میں کیا فرق ہے حسینؑ بھی اگر یوں ہی دم توڑ دیتے تو آج کسی کو بھی خبر نہو تی کہ وہ کون تھے اور کس لئے جان دی لیکن اُنھوں نے اپنی موت کو کچھ اس نوعیت سے پیش کر دیا کہ خواہ مخواہ دنیا حیرت سے اسکا مطالعہ کرتی ہے مظلومیت کی یہ حیرت انگیز داستان کہ مسیحی اپنے عیسیٰؑ کو بھول گئے اور بے جگری کا اتنا زبردست مظاہرہ کہ آجتک دنیا انگشت بدنداں ہے یہ کچھ فطری ہے کہ جب کوئی شخص کسی واقعہ کو سنتا ہے تو اُس کے ماحول اور متعلقات بھی معلوم کرنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ حسینؑ کے قتل میں ایک بہترین مصلحت یہ بھی تھی کہ جب دنیا اس حیرت خیز واقعہ کو سُنے گی ایسا ناممکن ہے کہ یہ عظیم سانحہ چھپ رہے۔ ضرور پھیلیگا اور پھیلا تو اسی کے ساتھ ساتھ جب کانوں میں یہ آواز پڑیگی کہ عرب کے ایک جنگل میں کچھ بھوکے پیاسے اس بیدردی کے ساتھ مار ڈالے گئے یقیناً فطرت سننے والوں کو

اس پر مجبور کرے گی کہ وہ اُسکے حواشی کو بھی پہچاننے کی کوشش کریں اور اُنکی متجسس نگاہیں اسے معلوم کئے بغیر چین نہ لینگی کہ وہ کون سے واقعات تھے جنکی بنا پر اس ہوش ربا قتل کا وقوع ہوا یوں اُس روحانیت کی تشہیر کے زبردست سامان مہیا ہو جائینگے جس کے بچانے کے لئے حسینؑ نے اپنا گلا دیدیا اور جو کچھ دے سکتے سب دیدیا۔

حسینؑ اور مسیحؑ

حسینؑ نے قتل ہو کر مسلمانوں پر اتنا زبردست احسان کردیا کہ وہ قیامت تک اس سے سبکدوش نہیں ہو سکتے اور کسی وقت بھی اُن کی گردنیں اس بارگراں سے سیدھی نہیں ہو سکتیں کربلا کا یہ ہیرو اگر اتنی زبردست قربانی نہ پیش کر چکا ہوتا تو عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی ہر فرد کو وہ فوقیت کہاں سے نصیب ہو سکتی۔ جس کا ہم نہیں خود عیسٰی کے حلقہ بگوش اظہار کر رہے ہیں اگر ہاشم کا یہ مایہ ناز فرزند ذبح ہو کر ہمیں زبان ہلانے کا موقع نہ دیچکا ہوتا تو آج جب مسیح اپنے مسیح کی قربانی پیش کرتے تو ہم کیا جواب دیتے حسینؑ نے کربلا کے رتیلے میدان میں ایسی زبردست قربانی پیش کر کے صرف مسیحی نہیں ساری دنیا سے اس کا اقرار لیلیا کہ حسینی قربانی کے سامنے کوئی قوم اپنے کسی ہیرو کی قربانی نہیں لا سکتی۔

(مسیو ماربین) کے فقرات آپ کو بتائیں گے کہ حسینؑ تمام روحانیین میں زیادہ تر مسیح سے مشابہ تھے لیکن حسینؑ کے مصائب مسیح کے مصائب سے بہت زیادہ سخت و شدید تھے اگر مسیحی لوگ بھی پیروان حسینؑ کے اصول اوّلیہ کی پیروی

اختیار کر لیتے یا جو موانع خود مسلمانوں میں پیدا ہو گئے۔ پیروان حسینؑ کو اُنکے عمل سے نہ روکتے تو ان دو مذہبوں میں سے ایک عالم کے قرون عدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا اور تمام مذاہب پر سیلاب کی طرح پھیل جاتا۔

مجھے اس وقت اس سے بحث نہیں کہ حسینؑ کی قربانی زیادہ وزنی تھی یا مسیح کی لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب یوروپین لکچرار ایران آتے ہیں اور ایرانیوں کے سامنے دھواں دھار لکچروں کے ساتھ مسیحی قربانی پیش کرتے ہیں اور ایک ایرانی اُٹھکر اُن کے سامنے صرف حسینؑ کا نام لے لیتا تو پھر اُنکو کوئی جواب دیتے نہیں بن پڑتا اور کوئی لفظ ان کے پاس ایسی نہیں ہوتی جسکے ذریعہ سے اُسے تسکین دیں بلکہ خود وہ اپنی زبان سے اس کا اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم حسینؑ کے مقابلہ میں کوئی قربانی نہیں لا سکتے امریکن مشنوں کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایرانی قلمرو میں کروروں روپیہ تبلیغ پر صرف کر دیا گیا لیکن اسکے مقابلہ میں انہیں اتنی کامیابی بھی نہیں ہوئی جس سے اُنکے آنسو پُچھ جاتے اور ہمیشہ وہ اس کا رونا روتے رہے ہے کہ ہمارا روپیہ بالکل فضول برباد ہو رہا ہے اور ہمیں ایران میں کوئی کامیابی ہوتے نظر نہیں آتی اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ جب وہ کوئی جلسہ کر کے مسیحیت کو پیش کرنا چاہتے ہیں اُنکے سامنے حسینیت کو پیش کر دیا جاتا ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ کسی وقت بھی تیار نہیں ہوتے اگر اُنکے دل میں انصاف کی ذرا سی بھی جھلک ہوتی ہے اس میں ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں کہ (مسیو ماربین) کے یہ الفاظ کہ مسیحی لوگ بھی اگر پیروان حسینؑ کے اصول ادلیہ کی پیروی اختیار کر لیتے یا جو موانع خود مسلمانوں میں پیدا ہو گئے

پیروان حسینؑ کو اُن کے عمل سے نہ روکتے تو ان دو مذہبوں میں سے ایک نہ صرف ایشیا و یورپ کا واحد مذہب ہوتا بلکہ ہولڈ آف ورڈ کا ایک مذہب ہوتا، یقیناً ایک ایسی حقیقت پیش کرتے ہیں جس میں کبھی شبہ نہیں کیا جا سکتا مجھے موسیو موصوف کی اس رائے سے حرف بحرف اتفاق ہے اور میرے لئے یہ خیال کرنا قطعاً محال ہے کہ حسینؑ کی یہ تحریک کسی حیثیت سے بھی ناقص کہی جا سکتی ہے کامیابی کا جہانتک کامیابی سے تعلق ہو سکتا ہے حسینؑ کی یہ قربانی کامیاب تاریخ کی روح ہے اور بقول مسٹر کارکرن مولف تاریخ چین (سر دفتر تاریخ) حسینؑ کی یہ روحانی جنگ بے شک دنیا کی تمام روحانی جنگوں میں اپنی نوعیت کی پہلی اور سب سے آخری لڑائی کہی جا سکتی ہے جس میں حق و صداقت کی زبردست طاقتوں کا مظاہرہ کیا گیا اور باطل کے لئے فتح کی کوئی توقع نہ چھوڑی اس میں مجھے ذرہ برابر شبہ نہیں ہے کہ حسینؑ کی روحانیت کو یزیدیت کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوئی لیکن زیادہ تر اس فتح کا تعلق حسینیت کی اُس روح سے ہے جس کا نام حق و صداقت ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ میرا یہ خیال یقین سے دور نہیں کہ یزید کو ملکی مفاد اور سیاسی حیثیت سے ضرور فاتح کہا جا سکتا ہے بہت سے مضمون نگار اسے لکھ چکے ہیں کہ حسینؑ کی یہ لڑائی ملکی سیاست کے اصول کے بالکل مطابق ہے لیکن میں کسی طرح اس خیال کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں مجھے یقین ہے کہ اگر کربلا کے ہیرو کی یہ جنگ ملکی سیاست کے مطابق ہوتی تو یقیناً انھیں اُن مواقع سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا جو اُنکے لئے قدرتاً پیدا ہو گئے تھے لیکن حسینؑ نے اُنھیں انتہائی حقارت

کے ساتھ ٹھکرا دیا مجھے حیرت ہے کہ حسینؑ کی یہ جنگ کیونکر ملکی سیاست کے ماتحت
کہی جاسکتی ہے حالانکہ اُنکا ایک حرف بھی اسکی تائید نہیں کرسکتا میرا یہ خیال
بالکل صحیح ہے کہ سیاسی نقطۂ نظر سے جب کوئی شورش رونما ہوگی اُسکا آخری نتیجہ
محض ملکی اقتدار کا استحصال ہی ہوسکتا ہے اس نظریہ کی بنا پر کربلا کی اس
جنگ کو سیاسی اور ملکی مفاد کے مطابق کہنے کے بالکل یہی معنی ہوں گے کہ حسینؑ
نے یزید کی بادشاہت سلب کرنے کے لئے جنگ کی تھی لیکن اتفاق سے تاریخ کا
کوئی حرف اسکی تائید میں نہیں پیش کیا جاسکتا بلکہ اسکی بنیاد وہ زبردست سیاست
تھی جس کے ذریعہ سے حسینؑ نے نہ صرف یزیدیت کو شکست دیدی بلکہ عالم
کی ہر دل رکھنے والی ہستی کو اپنا کلمہ گو بنالیا اگر حسینؑ کوئی سیاسی شورش
کرتے تو کسی وقت بھی اُن کے حق میں یک طرفہ فیصلہ نہ ہوسکتا کچھ رائیں اسطرف
ہوجاتیں کچھ اُس طرف کچھ یزید کو اچھا کہتے۔ کچھ حسینؑ کو موت کا تو ایک دن
مقرر ہی تھا خواہ بستر پر دم توڑتے یا خنجر کے نیچے حسینؑ نے گلا کٹوا یا اور ایسی
زبردست قربانی پیش کرکے اُس سیاست پر عمل کیا جس کے سامنے ملکی مفاد
اور جذبہ شاہنشاہیت کا کوئی وقار نہیں ہوسکتا سیاسی شورشیں اور ملکی بغاوتیں
محض وہی نتیجہ پیدا کرسکتی ہیں جو کسی ملکی اقتدار تک محدود ہو میرے خیال میں
ہر تاریخ کو بغور دیکھنے والا اسے یقین کے ساتھ کہہ سکیگا کہ اگر حسینؑ کوئی سیاسی
شورش کرتے تو ناممکن تھا کہ کامیاب نہ ہوتے اس وجہ سے کہ اُنکے سامنے ایسے
زریں مواقع موجود تھے جن سے فائدہ اُٹھانے کے بعد حکومت دمشق کا تختہ اُلٹ
دینا کوئی بڑی بات نہ تھا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ ایسے موقعوں پر اس طرح

خاموش نکل جاتے ہیں جیسے تھے ہی نہیں حسینؑ اسکا برابر اظہار کرتے رہے کہ ظالم مجھے نانا کی قبر پر نہیں رہنے دیتے میرے قتل کے درپے ہیں اگر مجھے خاموش رہنے دیا جائے تو میں کبھی مدینہ نہ چھوڑوں، لیکن مصیبت تو یہ تھی کہ یزید کو حسینؑ کا وجود ہی کھٹکتا تھا اُسے یہ کیونکر گوارا ہوتا کہ اُسکے قلمرو میں نبی کا نواسہ سانس لے، حکومت نے انھیں ہر طرف سے گھیر لیا ہر نقل و حرکت کا پوری طرح معائنہ ہوتا تھا اور اسکی کوشش کیجاتی تھی کہ کسی طرح حسینؑ ہمارے قبضہ میں آجائیں آخر حسینؑ بھی تلوار اُٹھانے پر مجبور ہو گئے لیکن اُنکے دل میں بالکل اسکی نیت نہ تھی کہ وہ یزید کا اقتدار چھین لیں میں تھوڑی دیر کے لئے اسے فرض کئے لیتا ہوں کہ وہ لاکھوں حاجیوں کو ورغلا کر کوفہ کے بیس ہزار آدمیوں کو ہمراہ لیکر مدینہ اور مکہ کی آبادیوں کو ساتھ لیکر بصرہ کے مسلمانوں کو اکھٹا کرکے تھوڑی سی دیر میں یزید کا سر کاٹ لیتے اور عرب و عجم کے بحر و بر پر پرچم لہرا دیتے جہانتک سیاست کا تعلق ہے حسینؑ کی کامیابی بس اسی حد تک ہو سکتی تھی لیکن اسکا ثبوت کس کے پاس ہے کہ دمشق کی حکومت حسینؑ کو عروج کے اُس نقطہ پر پہونچا سکتی تھی۔ جس پر آج ہم اُنھیں دیکھ رہے ہیں یا آج انھیں اس کا موقع دیسکتی تھی، کہ وہ خدا کے بعد عالم کی تمام ہستیوں سے زیادہ مشہور ہو سکتے اور اس شہرت کے ساتھ اس روحانیت کی بھی تشہیر کا بھی موقع پیدا ہو سکتا جو اسلام کی صحیح اسپرٹ اور حسینیت کی روح تھی حق و باطل اسلام و کفر محمدیت و یزیدیت میں نمایاں حیثیت سے وہ فرق باقی رہتا جو ہونا چاہیے تھا بیشک حسینؑ کی یہ صرف سچائی تھی جس نے انھیں کسی سیاسی شورش پر آمادہ ہونے دیا بلکہ اُنھیں اس کی